سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون

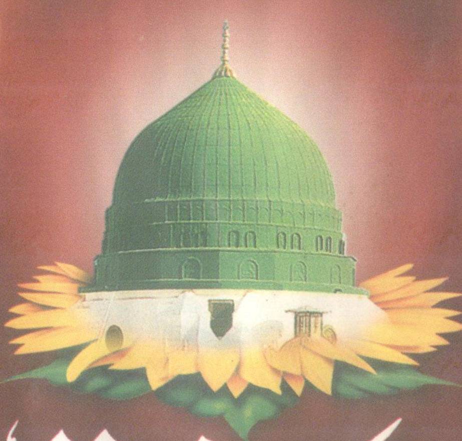

موت کا اسلامی نظریہ

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت
جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

شہزادہ احمد مجید دی چوراھی

سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون

موت کا اسلامی نظریہ

از

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنّت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر

بیاد۔: امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

زیر نگرانی .... حافظ محمد شاہد اقبال

نام کتاب .... سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون

اردو نام .... موت کا اسلامی نظریہ

مصنف .... ملک العلماء حضرت علامہ مولانا، سید ظفر الدین بہاری رضوی

تصحیح و ترتیب نو .... حافظ محمد شاہد اقبال

تاریخ اشاعت .... ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ۔ دسمبر ۲۰۰۶ء

تعداد .... بارہ سو (۱۲۰۰)

نوٹ: شائقین مطالعہ ۱۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کر سکتے ہیں

ملنے کا پتہ: **تنظیم نوجوانان اہلسنت**
جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بازار حکیماں، بھاٹی گیٹ، لاہور، پاکستان

برائے ایصال ثواب

والد گرامی حاجی مہر عبدالرشید اور والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد مورخہ 16 نومبر 2006ء اور اسلامی تاریخ کے مطابق ۲۲ شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ بروز بدھ بعد از نماز عشاء رات ساڑھے نو بجے والدہ صاحبہ اور ایک گھنٹے کے وقفہ بعد رات ساڑھے دس بجے والد صاحب دار فانی سے دار بقاء کی طرف اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قارئین کتاب ھذا سے گذارش ہے کہ کتاب پڑھنے اور استفادہ کے بعد رسول کریم، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین ﷺ کی امت کیلئے عموماً اور والدین مرحومین مغفورین کے لئے خصوصاً حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور والدین کی مغفرت، بخشش، بلندی درجات اور اعزہ واقرباء کیلئے صبر وسکون کی ضرور دعا فرمائیں۔ شکریہ

ملتمسین دعا۔ چوہدری محمد عمر۔ محمد خالد۔ عبدالمالک

محمد زاہد۔ حافظ محمد شاہد اقبال۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ

(زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے، اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والی)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کے ہیں پل کی خبر نہیں
ہر نفس عدم سے تن عریاں لے کر
شہر ہستی میں خریدار کفن آیا ہے
یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

۳ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ بقرہ ۲/۲۰۱

ترجمہ

اے رب ہمارے! ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳	برائے ایصال ثواب	۳
۴	کل من علیها فان	۴
۵	فہرست	۵
۶	یادرفتگان	۷
۷	تقریظ	۱۱
۸	پیش لفظ	۱۳
۹	موت کی ابتداء اور اسکی خوبی	۱۵
۱۰	کیفیت موت مومن	۱۷
۱۱	مرنے والے کے نزدیک کیا پڑھنا چاہیے	۱۸
۱۲	ہر سال مردوں کی فہرست چھٹتی ہے	۲۴
۱۳	مرتے دم کی حالت کیا ہوتی ہے	۲۴
۱۴	روح جب نکلتی ہے تو ایک دوسرے سے ملتی ہے اور بات پوچھتی ہے	۲۸
۱۵	مردہ اپنے غسل دینے والے، کفنانے والے کو پہچانتا اور انکی باتیں سنتا ہے	۳۰
۱۶	فرشتے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں	۳۱
۱۷	جب مسلمان مرتا ہے تو آسمان اور زمین اس پر روتے ہیں	۳۲
۱۸	جس زمین سے انسان پیدا ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے	۳۳
۱۹	دفن کے وقت کیا کہنا چاہیے	۳۵
۲۰	ہر شخص سے قبر آکر ملتی ہے	۳۸
۲۱	میت سے قبر مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے	۴۰
۲۲	منکر نکیر کے سوال کے بیان میں	۴۲

۲۳	قبر سے گھبراہٹ اور مسلمانوں پر اسکی وسعت	۶۹
۲۴	روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ	۷۱
۲۵	ہر میت کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے	۷۶
۲۶	زندوں کے کارنامے مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں	۷۷
۲۷	کس سبب سے روح اپنے اعلیٰ درجہ سے محروم رہتی ہے	۷۹
۲۸	وصیت کا بیان	۸۱
۲۹	زندہ اور مردہ کی روحیں خواب میں ملتی ہیں	۸۲
۳۰	چند روایتوں کا بیان جو مردوں نے اپنی حالت ذکر کی ہے	۸۴
۳۱	زندوں کے قول یا فعل سے مردوں کو ایذاء ہوتی ہے	۹۲
۳۲	رونے کی وجہ سے مردوں کو ایذاء ہوتی ہے	=
۳۳	مفصلہ ذیل باتوں کیوجہ سے مردوں کو ایذاء ہوتی ہے	۹۳
۳۴	کون کونسی باتیں مردہ کیلیے منافع بخش ہیں	۹۴
۳۵	میت کیلیۓ اسکی قبر پر قرآن شریف پڑھنے کا بیان	۹۷
۳۶	کس وقت موت آنی بہتر ہے	۹۹
۳۷	جن اعمال کیوجہ سے آدمی مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے	۹۹
۳۸	سب مردے سڑتے ہیں انبیائے کرام اور ان کے لواحقین کے سوا	۱۰۱
۳۹	تتمہ	۱۰۲
۴۰	غسل میت کا بیان	۱۰۴
۴۱	کفن کا بیان	۱۰۶
۴۲	کفن پہنانے کا طریقہ	۱۰۷
۴۳	جنازہ لے جانے کا بیان	۱۰۸
۴۴	نماز جنازہ کا بیان	۱۰۹
۴۵	قبر اور دفن کا بیان	۱۱۳
۴۶	زیارت قبور کا بیان	۱۱۶
۴۷	نعت شریف	۱۱۸

یادرفتگان

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر جہان رضا لاہور

اللہ تعالیٰ حي وقيوم ہے، اسکی ساری مخلوق موت کی وادی میں جانے والی ہے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور مخلوق کا فانی ہونا موت ہی سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہر مذہب و ملت پر چلنے والے انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائے یا نہ لائے مگر موت سے فرار نہیں کرسکتا۔ بعض مذاہب موت کے بعد حیات کے قائل نہیں۔ انہیں برزخی زندگی کا ادراک نہیں، وہ حیات بعد از ممات کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں انسان مرنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔ مٹی میں مل جاتا ہے آگ میں جل جاتا ہے اور اسکی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر خاک میں مل جاتی ہیں۔ موت کے بعد اس کا وجود، اسکے اعمال اس کے جزاء وسزا کے معاملات ختم ہو جاتے ہیں۔ بس موت کی وادی میں بہہ کر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔

یہ عقیدہ اور خیالات فاسدہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں۔ جب قرآن نازل ہوا تھا۔ اسوقت رسول اکرم ﷺ موت کے بعد کی زندگی پر گفتگو فرماتے۔ اس وقت بھی مشرکین مکہ اور عرب کے کفار جہال برملا کہہ رہے تھے کہ مرنے کے بعد ہم مٹی میں مل جائیں گے ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ حساب کتاب نہیں لیا جائے گا، انکے ان باطل خیالات کی تردید قرآن پاک نے بار بار کی۔ موت کے بعد کی زندگی کی کیفیات، حالات، برزخی زندگی کے تصورات۔ حشر ونشر کی تفصیلات۔ قیامت کے ہولناک واقعات۔ حساب وکتاب کے درجات کو بڑی

تفصیل سے بیان فرماتا ہے، قرآن پاک نے متعدد مقامات پر موت کے بعد زندگی کا تصور پیش کیا ہے اور موت کے بعد مٹی ہو جانے والوں کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے روشن براہین اور واضح دلائل و آیات بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کریم نے موت کے بعد زندگی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے اور حیات بعد از موت کی کیفیات کو جس تفصیل سے بیان فرماتا ہے اسلامی لٹریچر اس سے بھرا پڑا ہے۔ موت کے بعد کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بیان کیا گیا ہے اور علمائے امت نے بڑی تفصیل کے ساتھ حیات بعد از موت پر گفتگو کی ہے۔

اعلحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک شاگرد رشید حضرت ملک العلماء مولانا سید محمد ظفر الدین رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ "موت کے بعد کی زندگی" پر ایک بڑی عمدہ کتاب پیش کر رہے ہیں جو "موت کا اسلامی نظریہ" کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ کتاب کا اصل نام

"سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون"

ہے۔ یہ کتاب ۱۳۳۹ھ میں تیار ہوئی اور اس کا ایڈیشن چھپا تھا۔ مصنف علاّم کی بیٹی محترمہ شمیمہ خاتون نے المیز ان۔ لور روڈ۔ درگاہ شاہ ازراں (پٹنہ بہار انڈیا) سے شائع کر کے عوام الناس کی رہنمائی کیلئے تقسیم کیا ہے۔

حضرت مولانا سید ظفر الدین رضوی اعلحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد خاص تربیت یافتہ، مختلف علوم و فنون پر حاوی اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کو اپنی ایک صاحبزادی ولیہ خاتون سے بے حد پیار تھا۔ وہ سات سال کی عمر میں داغ مفارقت دیکر آپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر موت کی وادی کی طرف چلی گئی۔

آپ کو بے پناہ صدمہ ہوا۔ ایک عرصہ تک اپنی اس پیاری صاحبزادی کے غم میں دل گرفتہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر وسکون کی دولت سے نوازا۔ انہیں خیال آیا کہ میری فوت شدہ بیٹی کی طرح ہزاروں بیٹیاں اپنے والدین کی زندگی کے باغوں سے جدا ہو کر موت کی وادی میں چلی جاتی ہیں۔ اور ان والدین کے دل ویران ہو جاتے ہیں۔ ان کے سامنے ''موت کا اسلامی نظریہ'' پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ موت کے بعد کی زندگی میں جو احوال ومقامات سامنے آتے ہیں وہ بعض اوقات ہماری اس فانی زندگی کے واقعات سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہوتے ہیں۔

فاضل مصنف نے محزون و غمگین دلوں کو صبر وسکون کی دولت بہم پہنچانے کے لئے یہ کتاب لکھی ہے اور قرآن واحادیث کی روشنی میں موت کے بعد کے واقعات کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ غمگین دلوں کو سکون ملتا ہے، غمزدہ دل تازہ ہو جاتے ہیں، بہتے ہوئے آنسو رک جاتے ہیں۔ اس کتاب میں نہایت مفید، عمدہ، سبق آموز باتیں سلیس اور آسان زبان میں لکھی گئی ہیں، پھر موت کے بعد پیدا ہونے والے مسائل پر شرعی نقطہ نظر سے رہنمائی کی گئی ہے

اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر، محزون دلوں کی تسلی اور شکستہ دلوں کے اطمینان کیلئے اسے شائع کر کے ہم دعوت مطالعہ دے رہے ہیں

دل شکستہ دریں کوچہ می کنند درست
چنانکہ خود نہ شناسی کہ از کجا بشکست

شکستہ دلوں کو اس انداز سے جوڑ دیا جائے کہ شکستہ دلوں کو خود بھی معلوم نہ ہو سکے کہ کہاں سے ٹوٹا تھا؟

یہ بہت بڑا کارنامہ ہے فاضل مصنف نے کوشش کی ہے کہ ایسے واقعات بیان کئے جائیں جن سے محزون دل پرسکون ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں ہم ملک العلماء کے لائق فرزند ڈاکٹر سید مختار الدین احمد (علی گڑھ انڈیا)، مولف علام کی بیٹی سیدہ محترمہ شمیمہ خاتون صاحبہ (پٹنہ انڈیا) اور آپ کے نواسے سید حسین امام صاحب (ورجینیا امریکہ) کے ممنون ہیں جن کی تحریک سے یہ مفید کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی

حضرت مولانا حافظ محمد شاہد اقبال صاحب صدر مدرس و ناظم دار الاقامہ دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور کو بھی ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی از سر نو ترتیب، تصحیح، طباعت اور اشاعت کا اہتمام کیا اور خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ مزین کر کے شائع کیا۔ حافظ محمد شاہد اقبال صاحب اس سے پہلے بھی حضرت ملک العلماء کی کئی کتابیں تنظیم نوجوانان اہلسنت کی طرف سے شائع کر کے مفت تقسیم کر چکے ہیں

ہم اپنے قارئین کی خدمت میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ حافظ محمد شاہد اقبال صاحب اور ان کے بھائیوں نے اپنے والدین کے ایصال ثواب کیلئے جن کا حال ہی میں مورخہ 16 نومبر 2006ء بمطابق 22 شوال المکرم 1427ھ بروز بدھ بعد نماز عشاء بیک روز انتقال ہوا تھا۔ یہ قدرت کا عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ اور والد گرامی کا ایک ہی دن تقریباً رات ساڑھے نو بجے سے لیکر ساڑھے دس بجے تک دونوں کا ایک گھنٹہ کے اندر اندر انتقال ہوا۔ قارئین کتاب ہذا سے التماس ہے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت وشفاعت فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

تقریظ

موت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جس کا کوئی فرد و بشر انکار نہیں کر سکتا ہے۔ ہاں موت کے نظریہ میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ جو ایمان کی دولت سے محروم ہے وہ موت کو فنا ہی سے تعبیر کرے گا لیکن اہل ایمان موت کو فنا کرنے والی چیز تصور نہیں کرتے بلکہ موت کے بعد سے ایک نئی دنیا کا آغاز ہوتا ہے۔ اس عالم دنیا کو چھوڑ کر جب قبر میں جاتے ہیں تو اُس دنیا کو اہل ایمان ''عالم برزخ'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ کسی آدمی کی دنیا ایک لمحہ کے لیے بھی ہو سکتی ہے اور پچاس، ساٹھ اور سو سال کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ''عالم برزخ'' سو پچاس سال کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی درازی قیام قیامت تک ہوتی ہے جس کا علم اللہ پاک ہی کو ہے یا پھر اللہ کے بتائے ہوئے پیغمبروں کو۔

دوسرے دوسرے مذاہب کے ماننے والے قیامت کا تصور ہی نہیں رکھتے۔ مسلمان قیامت پر ایمان رکھتا ہے کہ اس دن سبھوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور اپنے اپنے تمام اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہی ہے۔ پھر اس کی جزا اور سزا ملنا ہی ہے۔ دوسرے دوسرے مذاہب کے لوگ دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور جو نفع یا نقصان انہیں ملتا ہے وہ دنیا ہی میں پانے کی امید رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں آخرت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ لیکن ایک مرد مومن دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتا ہے اور وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ہم جیسا دنیا میں کریں گے ویسا ہی ثمرہ آخرت میں ملے گا۔ موت، مبادیات موت یا بعد موت سے متعلق حضرت ملک العلماء فاضل بہار مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ کی کتاب ''اسلامی نظریہ موت'' ہمارے سامنے ہے۔ دراصل یہ کتاب حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی کمسن صاجزادی ولیہ خاتون مرحومہ کی موت سے متاثر ہو کر لکھی تھی۔

مولانا نے اس کتاب کا نام سُرُوْرُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ فِی الصَّبْرِ عَنْ نُوْرِ الْعُیُوْنِ رکھا تھا جس کا ترجمہ ''نور چشم کی موت سے مغموم دل کو صبر

کرنے میں ہی سرور ہے" لیکن پوری کتاب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کے اندر "اسلامی نظریہ موت" پیش کیا ہے، اس لیے اس کا عرف نام "اسلامی نظریہ موت" رکھنا ہی بہتر ہے۔

اس کتاب کے اندر موت ہی سے متعلق ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں، جو پڑھنے ہی کے قابل ہیں۔ زندہ آدمی کو موت کا مزہ کیا معلوم۔ ہاں مطالعہ سے ساری باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ آدمی کو ہمہ دم موت کو یاد رکھنا چاہئے۔ وہ کبھی اس سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص دن بھر میں موت کو پچیس بار یاد کرے گا تو وہ شہید کا درجہ پائے گا۔ یاد کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ لفظ موت کا ورد روزانہ پچیس بار کیا جائے۔ بلکہ موت کی کیفیت جو مرنے والے لوگوں کے اندر دیکھی جاتی ہے اسے یاد کرے۔ منکر نکیر کے آنے اور پھر ان کے سوال و جواب کو یاد کرے۔ قبر کی تاریکی، تنگی اور تنہائی کو یاد کرے اور پھر قیامت کے آنے کا طویل انتظار --- پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سوال و جواب کے لیے حاضری کے منظر کو یاد کرے۔ جنت کے عیش و عشرت اور جہنم کی ہولنا کیوں کو یاد کرے۔ جب کوئی دن بھر میں پچیس بار اپنے تصور میں یہ باتیں لائے گا تو یقیناً اس کے دل میں تقویٰ و طہارت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ یہ کتاب ان کیفیات کو پیدا کرنے میں یقیناً معاون ہے۔

حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ نے قرآن و حدیث، تاریخ و سیر سے استدلال کیا ہے، لیکن حاشیہ میں کتابوں کا کوئی حوالہ نظر نہیں آتا ہے۔ شاید اس لیے کہ حوالہ جات سے کتاب بہت ضخیم ہو جاتی اور اس لیے بھی کہ حضرت مصنف نے یہ کتاب اپنی چہیتی بیٹی کی موت کے وقت پیدا شدہ غم کو دور کرنے کے لیے لکھی تھی اور یہ خیال تھا کہ اس سے عوام الناس کو فائدہ ہو جنہیں حوالہ جات سے کوئی مطلب نہیں۔ یہ کتاب بہت ہی معلوماتی اور اہمیت کی حامل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خواجہ عبدالباری

استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ، بہار

پیش لفظ

حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری صوبہ بہار کی ان معروف ومنتخب شخصیتوں میں سے تھے جن کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے بلا واسطہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان سے اکتساب علم وفضل کیا اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ مولانا ممدوح کو تمام علوم وفنون میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ چنانچہ مختلف موضوع وعنوان پر آپ کی تصنیفات موجود ہیں، جن میں سب سے مایہ ناز ومعرکۃ الآرا کتاب ''صحیح البہاری'' ہے جو مسلک احناف کی تمام احادیث نبویہ کا مجموعہ ہے جو اہل سنت وجماعت کے لیے ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ خصوصاً علم توقیت وہیئت میں تو آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ مولانا نے اوقات نماز سے متعلق جو ''مؤذن الاوقات'' تصنیف فرمائی ہے، اس سے آپ کی ہیئات دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' امام احمد رضا خاں کی مفصل سوانح حیات ہے اور ان کی تصانیف کا مکمل تذکرہ ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں سینکڑوں تشنہ کامان علوم دینیہ کو اپنے ظاہری وباطنی علوم سے فیض یاب فرمایا۔ آج بھی ان کے تلامذہ کی کثیر جماعت ہند و بیرون ہند میں تصنیف وتالیف، تقریر وتحریر اور درس وتدریس کے ذریعہ قومی وملی خدمات انجام دے رہی ہے۔ ایسی نابغۂ روزگار شخصیت جو علوم ومعارف اور فضل و

کمال میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہو فطری طور پر وہ مرکز عقیدت بن جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب سُرُوْرُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ فِی الصَّبْرِ عَنْ نُوْرِ الْعُیُوْنِ عرف اسلامی نظریۂ موت جو مولانا نے اپنی ننھی منی پیاری صاحبزادی ولیہ خاتون مرحومہ بعمر سات سال کی وفات حسرت آیات سے متاثر ہو کر قلم بند فرمائی ہے، جس میں بہت ہی مفید و سبق آموز باتیں نہایت سلیس، شگفتہ اور آسان زبان میں تحریر فرمائی ہیں۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر حضرت ملک العلماء کے پیش کردہ ان انمول جواہر پاروں کو منظر عام پر لانا اور عوام الناس کے غمزدہ اندوہ گیں بے قرار دلوں کے لئے سامان راحت و سکون فراہم کرنا ہے۔ مولا تبارک و تعالیٰ اس خدمت کو شرف قبول عطا فرما کر مسلمانوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

شمیمہ خاتون بنت ملک العلماء

المیران، لوررروڈ، درگاہ شاہ ارزاں، پٹنہ-۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی، تو یہی دھوکے کا مال ہے

(۱)۔موت کی ابتدا اور اس کی خوبی

حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی ذُرِّیات کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ زمین کے لیے کافی نہ ہوگی۔ رب العزت نے فرمایا میں موت پیدا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا، تو ان لوگوں کو زندگی کا مزہ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان لوگوں کے لیے ایک مدت مقرر کروں گا۔

حضرت سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ علماء زمانہ کے نزدیک کھرے سونے سے بھی موت زیادہ پسندیدہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان آدمی کو موت اس سے زیادہ محبوب ہو کہ ٹھنڈے پانی میں شہد کا شربت اس کو پینے کو دیا جائے۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک شہر میں ایک عابد تھا۔ وہ عبادت کر کے مسجد سے نکلا۔ جیسے ہی اس نے پاؤں رکاب میں رکھا اس کے پاس حضرت ملک الموت علیہ السلام آئے۔ اس نے کہا مرحبا میں آپ کا مشتاق تھا۔ پس انہوں نے اس کی روح قبض کی۔ کسی نے سعید عبدالعزیز سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔

وہ بہت ناخوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کی طرف جلد لے جائے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بازار جارہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو میرے لیے موت خرید کر لیتے آنا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا تحفہ موت ہے۔ نیز فرمایا کہ دو چیز انسان ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں عمدہ ہیں۔ انسان موت کو مکروہ جانتا ہے اور فتنہ وفساد سے موت بہتر ہے اور مال کی کمی کو مکروہ جانتا ہے حالانکہ اس میں حساب کم دینا ہوگا۔ نیز ارشاد ہوا، دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے اور قبر اس کے آرام کا گھر ہے، اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔ اور کافر کے لیے دنیا جنت ہے اور قبر تکلیف کا گھر ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے تاکہ روح قبض کریں۔ حضرت نے فرمایا اے ملک الموت تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست کو مار ڈالے۔ ملک الموت اس بات کو لے کر رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے جا کر کہو کہ کسی دوست کو دیکھا ہے کہ دوست سے ملنے کو ناپسند کرے۔ ملک الموت علیہ السلام نے یہ آ کر کہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تو ابھی میری روح قبض کرو۔

حیان بن الاسود نے کہا موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ بعضوں نے کہا بزرگان دین موت کی شیرینی اور مزے کو سمجھتے ہیں کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ عبداللہ بن زکریا کہتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ اللہ کی عبادت میں سو برس کی عمر اور اس وقت میری قضا آئے ان دونوں باتوں میں جس کو اختیار کرو تو اللہ و رسول اور برگزیدہ بندگان الٰہی کے شوق ملاقات میں میں ابھی مرنے کو پسند کروں۔

ابو عبد اللہ بناجی کہتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ ان دو باتوں میں سے جسے چاہوں پسند کروں، ایک یہ کہ ساری دنیا جس دن سے پیدا ہوئی ہے وہ سب میرے لیے ہو جائے کہ خوب مزے سے عیش وعشرت میں بسر کروں اور قیامت کے دن مجھ سے باز پرس بھی نہ ہو اور دوسری یہ کہ ابھی مجھے موت آئے تو ان دونوں

باتوں میں میں اسی کو پسند کروں کہ ابھی مجھے موت آئے۔ مسروق سے مروی ہے کہ مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آتا سوائے اس شخص کے کہ قبر میں آرام سے لیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سب سے امن میں ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص رات دن میں موت کو پچیس دفعہ یاد کرے اس کا حشر شہیدوں کے زمرے میں ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِی فِی الْمَوْتِ وَ فِی مَا بَعْدَ الْمَوْتِ ط

(اے اللہ! برکت عطا فرما موت میں اور سوت کے بعد بھی) آمین۔

❁❁❁❁❁

(۲)۔ کیفیتِ موتِ مومن

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو مرنے کے وقت دیکھو، اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے یا آنکھوں میں آنسو بہے یا نتھنے پھڑکیں تو یہ خاتمہ بخیر کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسلمان کی پیشانی پر پسینہ اس وجہ کر آتا ہے کہ اس سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں ان کو یاد کر کے خداوند عالم سے شرماتا ہے۔ نیز فرمایا کہ موت کے وقت فرشتے بندے کو تھامے رہتے ہیں اور اگر نہ ہوں تو وہ میدانوں اور جنگلوں میں چلا جائے۔

کسی نے فضیل بن عیاض سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ انسان مرنے کے وقت چپ چاپ رہتا ہے حالانکہ کھٹمل کے کاٹنے سے وہ چھٹپٹانے لگتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو فرشتے پکڑے رہتے ہیں۔ ابن عیاض نے فرمایا سب سے پہلی مصیبت کہ مسلمان کو پہنچتی ہے موت ہے۔ یعنی مرنے کے بعد کوئی تکلیف یا مصیبت اس کو نہیں پہنچتی بلکہ ہر قسم کی تکلیفوں کا موت کے ساتھ خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس

کے بعد ہر روز عافیت اور آرام کا ہوتا ہے۔ کسی نے کعب بن احبار سے پوچھا کہ وہ کون سی بیماری ہے جس کی دوا نہیں۔ انہوں نے کہا وہ موت ہے۔ یعنی جب موت کا وقت آ گیا تو اگر دنیا بھر کے طبیب، حکیم، وید، عطار، ڈاکٹر، معالج جمع ہو جائیں ہرگز اس کو اچھا نہیں کر سکتے۔ اور اگر دنیا بھر کے خزانے اس کے علاج پر صرف کر دیے جائیں کبھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

یونہی دنیا بھر کے پیر مشائخ عالم فاضل جمع ہو کر تعویذ جھاڑ پھونک کریں ہرگز نفع نہیں ہو سکتا۔ سچ فرمایا خداوند تعالیٰ نے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (جب لوگوں کی موت آتی ہے تو وہ نہ ایک ساعت اس سے آگے ہوں گے اور نہ دیر کریں گے)

❁❁❁❁❁

(۳)-مرنے والے کے نزدیک کیا پڑھنا چاہیے

حضور اقدس ﷺ نے فرماتے ہیں جس شخص پر مرتے وقت سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر موت آسان کر دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اپنے مُردوں کے پاس یٰسین پڑھا کرو۔ صحابہ کرام کی عادت تھی کہ مرنے والے کے لیے دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَ بَرِّدْ عَلَيْهِ مَضْجَعَهٗ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ قَبْرَهٗ وَ اَعْطِهٖ رَاحَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَ اَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ وَتَوَلَّ نَفْسَهٗ وَصَعِّدْ رُوْحَهٗ فِي اَرْوَاحِ الصَّالِحِيْنَ وَ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ فِيْ دَارٍ تَبْقٰى فِيْهَا الصِّحَّةُ وَيَذْهَبُ عَنَّا فِيْهَا النَّصَبُ وَ اللُّغُوْبُ (اے اللہ فلاں ابن فلاں کی مغفرت فرما اور اس کی خوابگاہ کو ٹھنڈا کر دے اور اس کے اوپر اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور موت کے بعد اسے آرام و سکون عطا فرما اور اسے اپنے نبی ﷺ سے ملا دے اور اس کی ذات کا تو ولی بن

جا اور ارواح صالحین میں اس کی روح کو پہنچا دے اور ہمیں اور اس کو ایسے گھر میں جمع کر دے جو باقی رہنے والا ہے (یعنی جنت) اور ہم سے تکلیف اور کمزوریوں کو دور کر دے) آمین۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کیا کرو۔ نیز فرمایا جو شخص مرتے وقت کلمہ پڑھ کر مرے جنت میں داخل ہوگا۔ نیز فرمایا بچے جب بولنے کے قابل ہوں تو پہلے پہل ان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہلواؤ اور مُردوں کو بھی کلمہ کی تلقین کرو۔ اس لیے جس شخص کی اول اور آخر بات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہو پھر وہ اگرچہ ہزار برس زندہ رہے کسی گناہ کے بابت اس سے سوال نہ ہوگا۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے مرنے کا وقت آیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کلمہ پڑھو۔ اس نے کہا میں قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ اس لیے کہ میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو مجھے حضرات ابوبکر و عمر کو گالی دینے کے لیے کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مرتے دم کلمہ پڑھ کر مرے اس کی روح کو بہت خوشی ہوتی ہے اور قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا اور اس کا رنگ چمکدار ہوگا۔ نیز فرمایا جو شخص مرتے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّ ۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہہ کر مرے اس کو آگ کبھی نہیں کھائے گی۔ کسی شخص نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ فلاں شخص کی حالت اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا جب مرنے کا وقت قریب ہو تو اس کے نزدیک سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کے مرتے وقت فرشتے آتے ہیں اور جو کچھ گھر والے کہتے ہیں اس پر وہ آمین کہتے ہیں، اس لیے اس وقت اچھی بات کہنی چاہئے۔

نیز فرمایا جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ باوضو ہو اسے شہادت کا درجہ عطا ہوگا۔ حضور اقدس ﷺ ایک صحابی انصاری کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان کا آخری وقت تھا۔ ملک الموت علیہ السلام روح قبض کرنے کے لیے آئے تھے کہ حضور ﷺ نے

ان کو دیکھ کر فرمایا۔ اے ملک الموت! اپنے دوست کے ساتھ نرمی کرو اس لیے کہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا حضور خوش ہوں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ حضور یقین فرمائیں کہ میں ہر مسلمان کا دوست ہوں اور میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں تو جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں اس کی روح لے کر گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ چیخ چلاہٹ کیسی۔ بخدا میں نے نہ اس پر ظلم کیا نہ وقت سے پہلے جان نکالی نہ تقدیر کے وقت جلدی کی تو اگر تم اللہ کے کیئے سے راضی ہو تو تم کو اجر دیا جائے گا اور اگر اس سے ناخوش ہو تو گنہگار ہو گے اور مجھے تو تمہارے یہاں بار بار آنا ہے اور کوئی گھرانہ امیر کا ہے نہ غریب کا نہ نیک کا نہ بد کا نیچے زمین پر نہ پہاڑ پر مگر میں ہر روز و شب وہاں جاتا ہوں یہاں تک کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کو میں اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جتنا وہ خود اپنے کو پہچانتا ہے۔ خدا کی قسم انسان تو انسان ہے اگر میں مچھر کی روح نکالنا چاہوں تو مجھے اس کی قدرت نہیں ہوتی جب تک کہ خداوند عالم اس کی روح قبض کرنے کا حکم نہ دے۔

جعفر بن محمد نے کہا کہ ملک الموت نماز کے وقت ہر گھر میں آتے ہیں اور سبھوں کو دیکھتے ہیں پھر جب روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو جب دیکھتے ہیں کہ یہ نمازی ہے تو اس کے قریب ہوتے ہیں اور شیطان کو بھگاتے ہیں اور کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا تو ملک الموت نے اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ مجھے حکم دے کہ میں ابراہیم کو خوش خبری جا کر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تو وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور خوش خبری دی۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا پھر فرمایا اے ملک الموت دکھاؤ مجھ کو اپنی وہ صورت جس سے تم کافروں کی روح قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے کہا آپ اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ آپ نے پھر کہا تب کہا ذرا منہ پھیر لیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیر کر جو دیکھا تو کالا سیاہ رنگ کا آدمی ہے جس کا سر آسمان سے لگا ہوا ہے اور اس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ ہر رونگٹے میں ایک صورت ہے جس کے منہ، ناک، کان سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ یہ صورت

دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ملک الموت اپنی اصلی صورت پر ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت اگر کافروں کو کوئی بلا و مصیبت نہ پہنچے تو فقط تمہاری صورت ہی کافی ہے۔ اچھا اب دکھاؤ کہ مسلمان کی روح کس شکل میں آ کر قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ذرا منہ پھیریے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیرا۔ پھر دیکھا کہ ایک خوب رو جوان ہے۔ پاکیزہ وسفید پوشاک پہنے ہے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! اگر مسلمان کو اور کوئی کرامت اور بزرگی نہ بھی ہو تو صرف تمہاری صورت ہی کافی ہے۔

مجاہد سے منقول ہے کہ ساری زمین ملک الموت کے لیے مثل طشت کے ہے جہاں سے چاہتے ہیں اٹھا لیتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم سب جانداروں کی روحیں قبض کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تم تو یہاں بیٹھے ہو اور جانیں تو زمین پر پھیلی ہوئی ہیں۔ کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مسخر کر دیا ہے تو دنیا میرے نزدیک مثل ایک طشت کے ہے جو کسی کے سامنے رکھا جائے۔ اس میں جہاں سے چاہتا ہے چیز لے لیتا ہے، یونہی میرے لیے دنیا ہے۔

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ ملک الموت بیٹھے ہیں اور دنیا ان کے سامنے ہے اور وہ تختہ جس میں سب کی مدتیں لکھی ہیں ان کے آگے ہے اور ان کے سامنے فرشتے کھڑے ہیں اور وہ تختہ پیش نظر ہے۔ جب کسی بندہ کی موت کا وقت آتا ہے کہتے ہیں فلاں کی روح قبض کرو۔ ابن عباس نے فرمایا کہ ملک الموت سب لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ملائکہ رحمت ہیں اور ملائکہ عذاب بھی ہیں تو جب کسی نفس طیب کی روح کو قبض کرتے ہیں فرشتہ رحمت کے حوالے کرتے ہیں اور جب کسی نفس خبیث کی روح کو قبض کرتے ہیں تو عذاب کے فرشتے کو دیتے ہیں۔

خثیمہ سے مروی ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کے ہم نشینوں میں ایک شخص کی طرف گہری نظر سے دیکھنے لگے۔ پس جب وہ نکلے تو اس شخص نے پوچھا یہ کون شخص ہیں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت ہیں۔ اس شخص نے کہا وہ تو مجھے ایسا گھور رہے تھے گویا میری روح قبض

کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ مجھے ہندوستان پہنچائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلا کر کہا تو ہوا نے اس شخص کو ہندوستان پہنچا دیا۔ پھر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ تم اس دن اس شخص کو بہت گھور کر دیکھتے تھے۔ کہا میں اس سے تعجب کرتا تھا کہ مجھے حکم ہے کہ اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں اور وہ شخص یہاں آپ کے پاس بیٹھا ہے۔

ابن عباد سے مروی ہے کہ ایک فرشتہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا اور سلام کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سے اور ملک الموت سے کچھ تعلقات ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ فرشتے سے حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے پاس تم کچھ سفارش کر سکتے ہو؟ کہا اس بات کی سفارش کہ وقت سے پہلے مار ڈالیں یا وقت سے دیر کر کے ماریں تو یہ ناممکن ہے۔ ہاں میں ان سے کہوں گا کہ وہ نرمی کریں۔ پس کہا کہ میرے دونوں بازوؤں کے درمیان سوار ہو جاؤ۔ وہ سوار ہو گئے تو ان کو لے کر فرشتہ آسمان کے اوپر لے گیا اور ملک الموت سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ مجھے کام معلوم ہے۔ تم مجھ سے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں کہنا چاہتے ہو۔ حالانکہ ان کا نام دفتر احیاء سے مٹایا جا چکا ہے اور اب ان کی عمر سے نصف پل باقی ہے۔ پس ادریس علیہ السلام نے فرشتے کے بازوؤں کے درمیان انتقال کیا۔

جابر ابن زید سے منقول ہے کہ پہلے ملک الموت لوگوں کی روحیں بغیر بیماری کے قبض کیا کرتے تھے تو لوگوں نے ان کو گالی دی اور لعنت کی۔ اس کی شکایت ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے کی تب اللہ نے بیماری کو پیدا کیا جس سے لوگ مرنے لگے اور وہ سب ملک الموت کو بھول گئے۔ اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری سے مرا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پہلے ملک الموت لوگوں کے پاس آتے تھے ظاہری صورت میں تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو طمانچہ مارا جس سے ان کی ایک

آنکھ جاتی رہی۔ انہوں نے اللہ سے شکایت کی۔ فرمایا جاؤ میرے بندے کے پاس اور ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کے چمڑے پر رکھیں۔ ان کے ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آئیں گے، ہر بال کے بدلے ایک سال عمر ہوگی۔ ملک الموت ان کے پاس آئے اور یہ کہا۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا؟ ملک الموت نے کہا موت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب بھی مرنا ہی ہے تو ابھی۔ پس ملک الموت نے ان کی روح قبض کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ واپس کر دی۔ اس دن سے لوگوں کے پاس خفیہ آنے لگے۔

حضرت امام حسین سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے وصال کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا میں مغموم اور پریشان ہوں۔ پس کہا جبرئیل نے یا رسول اللہ ﷺ یہ ملک الموت ہیں آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ سے قبل انہوں نے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور حضور کے بعد کسی سے اجازت نہ مانگیں گے۔ حضور ﷺ نے اجازت دی تو آئے اور آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

پس کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ اگر حضور ﷺ اجازت دیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر ناپسند کریں تو چھوڑ دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت روح قبض کرو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ حضور ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا تم اپنا کام کرو۔

نجیب بن ابی عبید نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے باپ کو کہو کہ مجھ پر درود بھیجیں تو میں ان کی روح قبض کرنے میں آسانی کروں گا۔ انہوں نے اس کو اپنے والد سے کہا۔ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ملک الموت سے اپنی بی بی سے بھی زیادہ اُنس ہے۔

(۴)-ہر سال مُردوں کی فہرست چھٹتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنے آدمی ہر سال مرنے والے ہیں ان کی فہرست ہر ماہ شعبان میں چھپٹ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے، اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے، حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاتا ہے۔ عطا بن یسار سے منقول ہے کہ جب چودھویں شعبان کی شب آتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا نام اس صحیفہ میں لکھا ہوا ہے ان کی روحیں اس سال میں قبض کرنا۔ پس تحقیق کہ البتہ آدمی پیڑ بوتا ہے اور شادی کرتا ہے اور عمارت بنواتا ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ لَیْلَۃُ الْقَدْر میں سب لوگوں کی فہرست چھپٹ جاتی ہے، تو نہ اس میں کوئی زیادہ ہوگا اور نہ کوئی کم ہوگا۔ محمد بن حماد سے منقول ہے کہ عرش کے نیچے ایک درخت ہے جس قدر مخلوق ہے ہر ایک کے نام کا ایک پتہ اس درخت میں ہے۔ پس جب کسی بندہ کا پتہ اس درخت سے گرتا ہے اس کی روح نکلتی ہے۔

(۵)-مرتے دم کی حالت کیا ہوتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو کہتا ہے جاؤ میرے ولی کے پاس تو اس کو میرے پاس لاؤ اس لیے کہ میں نے اس کو ہر آرام و تکلیف میں آزمایا تو میں نے اس کو اپنا دوست پایا۔ تو اس کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس کو دنیا کے رنج و غم سے نجات دوں۔ تو اس کے پاس

ملک الموت اس شان سے جاتے ہیں کہ ان کے ساتھ پانچ سو (۵۰۰) فرشتے ہوتے ہیں اور ان کے پاس کفن اور خوشبو جنت کی ہوتی ہے اور ان کے ساتھ سینکڑوں قسم کی خوشبوئیں ہوتی ہیں اور سفید ریشمی ٹکڑا ہوتا ہے جو مشک اذفر سے بسا ہوتا ہے تو ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور چاروں طرف اس کے فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ ایک ایک ہاتھ اس کے بدن پر رکھتا ہے اور اس ریشمی ٹکڑے اور مشک اذفر کو اس کی ٹھڈی کے پاس رکھتے ہیں اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو اس وقت وہ جنت کو اور حوروں کو ان کے لباسوں کو جنت کے میووں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور حوریں اس کو دیکھ کر بہت ہی مسرت کرتی ہیں اور اس وقت شاداں وفرحاں اس کی روح نکلتی ہے اور ملک الموت یہ کہتے ہیں کہ اے پاک نفس جنت کی نعمتوں کی طرف نکل اور ملک الموت اس شخص کے ساتھ ایسی شفقت اور مہربانی کرتے ہیں جیسے ماں اپنے بچے کے ساتھ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ملک الموت جانتے ہیں کہ یہ روح رب العزت کو محبوب ہے۔ اللہ کے نزدیک بزرگ ہے تو وہ اس روح کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہیں تو وہ روح جسم سے اس طرح بے تکلیف نکلتی ہے جیسے آٹے سے بال نکل آتا ہے اور جب روح نکلتی ہے تو وہ فرشتے جو اس کے گرد ہیں کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (السلام علیکم! تم پر سلامتی ہو، جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ اس چیز کا بدلہ ہے جس کو تم کیا کرتے تھے)۔ پس جب روح بدن سے نکل آتی ہے تو بدن کو کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے عمدہ جزا دے تو طاعت کی طرف جلدی کرنے والا اور نافرمانی سے دور رہنے والا تھا پس تجھے مبارک باد ہو کہ تو نے نجات پائی اور نجات دلائی اور اسی طرح بدن بھی روح کو کہتا ہے۔

اور اس شخص کے مرنے پر زمین کے وہ سب ٹکڑے جن پر وہ اللہ کی عبادت کرتا تھا روتے ہیں اور وہ سب دروازے جن سے اس کا عمل اوپر جاتا تھا اور جن سے اس کی روزی اترتی تھی وہ سب چالیس دنوں تک اس پر روتے ہیں اور وہ پانچ سو فرشتے اس کے بدن کے پاس رہتے ہیں اور اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ ہر کام میں شریک

رہتے ہیں۔ جب اس کو لے جاتے ہیں تو اس کے گھر سے قبر تک دو صف ہو جاتے ہیں اور استغفار کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یعنی اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو اس وقت شیطان علیہ اللعن سر پٹک کر روتا ہے اور اپنے شاگردوں پر غصہ ہوتا ہے کہ یہ شخص تم سے نجات پا کر باایمان مرا۔ پس جب اس کی روح کو لے کر آسمان پر جاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کو خداوند عالم کی خوش خبری سناتے ہیں۔ جب وہ روح عرش پر پہنچتی ہے تو خداوند عالم کو سجدہ کرتی ہے تب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو جنت کی نعمتوں کی طرف لے جاؤ۔

جب اس کو دفن کرتے ہیں تو داہنی طرف نماز اور بائیں طرف روزہ اور قرآن اور ذکر سرہانے کی طرف جاتا ہے اور پیتانے آتا ہے اور صبر آ کر اس کی قبر کو چاروں طرف سے گھیرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے تو وہ اس کے داہنی طرف سے آنا چاہتا ہے، تب نماز اس کو منع کرتی ہے کہ ہٹ یہ شخص عمر بھر عبادت کی وجہ سے تکلیف میں رہا اب اس نے آرام پایا ہے۔ اس کے بعد اس کے بائیں جانب سے عذاب آنا چاہتا ہے تو روزہ اسی قسم کی تقریر کرتا ہے تب اس کے سرہانے سے آنا چاہتا ہے تو اسی طرح کہا جاتا ہے۔ پھر پائنتی کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو ایسا ہی جواب پاتا ہے۔ پھر کنارہ ہو کر عذاب دیکھتا ہے تو کسی جگہ سے راستہ نہیں پاتا ہے اور صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں نے اس کو کسی طرف سے آنے سے اس لیے منع نہیں کیا کہ تم لوگ کافی تھے۔ اب میں اس کو پُل صراط اور میزان میں کام آؤں گا اور اگر تم سب عاجز آتے تو میں یہاں اس کی حمایت کرتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ منکر نکیر کو بھیجتا ہے۔ وہ اسے بیٹھنے کے لیے کہتے ہیں تو مُردہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھتا ہے تو یہ دونوں پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّکَ مَا دِیْنُکَ مَا تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ (تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دیتا ہے رَبِّیَ اللّٰهُ لَا شَرِیْکَ لَهٗ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ مُحَمَّدٌ ﷺ نَبِیُّنَا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (رب میرا اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ دین میرا اسلام ہے اور محمد ﷺ میرے نبی

ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔ پھر وہ دونوں قبر کو ہر شش جہت (چھ طرف) سے وسیع کر دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں اوپر دیکھ۔ وہ دیکھتا ہے جنت تک دروازہ کھلا ہے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ خدا کے ولی یہ تیرا ٹھکانہ ہے چونکہ تو نے دنیا میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کی تو یہ سن کر اس کے دل میں خوشی ہوتی ہے جو کبھی پلٹ نہیں سکتی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ نیچے دیکھ تو وہ جہنم تک کھلا ہوا ہے۔ پس وہ دونوں کہتے ہیں کہ اے خدا کے دوست تو نے اس سے نجات پائی تو پھر اس کے دل میں ایک ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی دور نہیں ہو سکتی اور اس کے لیے ستر دروازے جنت کی طرف کھول دیے جاتے ہیں جن کی خوشبو اور ٹھنڈک اس کو برابر آتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ قبر سے اٹھے۔

ضحاک سے منقول ہے کہ جب مسلمان کی روح قبض کی جاتی ہے اور اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ملائکہ مقربین جاتے ہیں۔ پھر پہلے آسمان کے فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ پھر وہاں کے فرشتے تیسرے آسمان تک جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اور ساتویں آسمان کے فرشتے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی تک ساتھ ساتھ اس کے اعزاز کے لیے جاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان کے دنیا چھوڑنے اور آخرت میں جانے کا دن ہوتا ہے تو اس کے پاس خدا کے فرشتے لاتے ہیں اس کا کفن اور اس کے لیے خوشبو اور وہ سب ایسے خوب صورت ہیں کہ آفتاب ان سے مات ہے۔ وہ فرشتے اس شخص سے اتنے فاصلے پر آکر بیٹھتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھتا ہے تو جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس پر آسمان زمین کے سب فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ بھی اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو مکروہ جانتا ہے تو اللہ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب لوگ تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ جب مسلمان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور کریمی کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اس وقت وہ

اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس اس کے ملنے کو دوست رکھتا ہے۔ اور جب کافر کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب کی خبر دی جاتی ہے۔ اس وقت وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مسلمان کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو فرماتا ہے کہ اس بندے کو میرا اسلام کہو پس جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے۔ کثیر بن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جنتی کے لیے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ جب اس کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اس کو جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے اور اس کے قلب پر وہ فرشتہ اپنا ہاتھ رکھے رہتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو خوشی کی وجہ سے اس کا دل سر سے باہر ہو جائے۔ علی واعظ کہتے ہیں کہ ملک الموت کی ہتھیلی میں خط نور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ وہ جب اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس کو عارف باللہ کے لیے پھیلا دیتے ہیں تو جب وہ روح اس کو دیکھتی ہے پلک جھپکنے سے پہلے اُڑ کر چلی جاتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جمعہ کو ہزار بار درود شریف پڑھے تو وہ ہرگز نہ مرے گا جب تک کہ دنیا میں اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔

۞۞۞۞۞

(۶)-روح جب نکلتی ہے تو ایک دوسرے سے ملتی ہے اور بات پوچھتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان کی روح نکلتی ہے تو اس سے

اہل رحمت آ کر ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں شخص اب آرام میں آتا ہے۔ دنیا میں تکلیف میں تھا پھر اس سے ہر شخص کی حالت پوچھتے ہیں کہ فلاں کی شادی ہوئی یا نہیں۔ فلاں شخص کیسے ہیں۔ فلاں کے لڑکا ہوا یا نہیں۔ پس جب وہ پوچھتے ہیں ایسے آدمی کے بارے میں جو مر گیا ہے تو یہ جواب دیتا ہے کہ اس کا تو انتقال ہو گیا۔ تب وہ لوگ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے) پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں گیا۔ بری جگہ وہ ہے اور فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مُردہ قرابت والے رشتہ داروں پر پیش کیے جاتے ہیں تو اگر اچھا دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے اور تیری رحمت ہے اور تو اپنی نعمت کو اس پر تمام کر اسی نعمت پر اس کو مار اور جب کسی بدکار کا عمل پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں اے اللہ اس کو اچھے کام کی توفیق دے اور تو اس سے راضی ہو۔ آمین۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی اولاد اس کے استقبال کو آتی ہے جیسے دنیا میں مسافر کے لینے کو لوگ آتے ہیں۔ ثابت بنانی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس سے قبل جتنے عزیز واقارب مر چکے ہیں وہ اس کے لینے کو آتے ہیں اور اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ کہ جب کوئی آدمی سفر سے اپنے گھر آتا ہے تو اس کے رشتہ دار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

ابو نعیم نے کہا کہ جب حضرت امام حسن کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو آپ روئے۔ یہ حال دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ حسن یہ رونے کا وقت نہیں ہے۔ جیسے ہی آپ کی روح بدن سے جدا ہوگی آپ اپنے باپ ماں حضرت علی اور حضرت فاطمہ سے ملیں گے۔ اپنے نانا نانی حضور اقدس ﷺ اور حضرت خدیجہ سے ملیں گے۔ اپنے چچا حضرت حمزہ اور جعفر سے ملیں گے۔ آپ اپنے ماموں قاسم اور طیب طاہر ابراہیم سے ملیں گے۔ آپ اپنی خالہ حضرت رقیہ، ام کلثوم اور زینب سے ملیں گے۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔

لیث بن سعد کہتے ہیں کہ ایک شخص شہید ہوا۔ وہ شب جمعہ میں اپنے باپ

کے پاس آیا اور اس سے باتیں کرتا تھا اور اس سے انس حاصل کرتا تھا۔ایک رات نہیں آیا۔اس کے بعد پھر دوسری شب جمعہ کو آیا تو اس کے باپ نے کہا کہ اے میرے بچے تو نے مجھے بہت غمگین کیا کہ تو اس شب جمعہ کو نہ آیا۔اس نے کہا میرے نہ آنے کہ وجہ یہ ہوئی کہ اس شب میں سب شہیدوں کو حکم ہوا کہ جاؤ عمر بن عبدالعزیز کی روح کا استقبال کرو تو ہم سب لوگ وہیں گئے تھے اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے وصال فرمایا۔

❁❁❁❁❁

(۷)-مُردہ اپنے غسل دینے والے، کفنانے والے کو پہچانتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مُردہ اس شخص کو پہچانتا ہے جو اسے نہلاتا ہے اور جو اسے اٹھاتا ہے اور جو اسے کفن پہناتا ہے اور جو شخص اسے قبر میں اتارتا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔وہ اس کو لے کر چلتا ہے۔جب اس مُردہ کو قبر میں رکھتے ہیں تو وہ فرشتہ روح کو بھی رکھ دیتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور اس کو لوگ اپنے کاندھے پر اٹھاتے ہیں پس اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے اے لوگو مجھے کہاں لیے جا رہے ہو۔اُس کی آواز سب مخلوق سنتی ہے سوائے جنات اور انسان کے اور اگر یہ لوگ سن لیں تو سب بے ہوش ہو جائیں۔ حضرت ابن خطاب نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ جب مُردہ کو چارپائی پر رکھتے ہیں تو وہ بولتا ہے جس کی آواز کو انسان اور جنات کے سوا سب مخلوق سنتی ہے۔

اے میرے بھائیو! اور میرے نعش کے اٹھانے والو تمہیں دنیا دھوکہ نہ دے جس طرح اس نے مجھے دھوکہ دیا اور تمہارے ساتھ زمانہ کھیل نہ کرے جس طرح میرے ساتھ یہ کھیلا۔ جو کچھ میں نے چھوڑا وہ سب میرے ورثا کا ہے اور خداوند عالم مجھ سے جھگڑا کرے گا اور مجھ سے حساب لے گا اور تم لوگ تھوڑی دور میرے ساتھ آکر مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔

❁❁❁❁❁

(۸)-فرشتے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں اور میّت کے بارے میں کہتے ہیں۔

ابن غفلہ نے کہا کہ فرشتے جنازہ کے آگے آگے جاتے ہیں اور جیسے کچھ اعمال اس کے ہیں اس کو کہتے ہیں اور لوگ اس کے ترکے کا ذکر کرتے ہیں۔

داؤد علیہ السلام نے خداوند عالم سے پوچھا اے اللہ تعالیٰ اس کی کیا جزا ہے جو صرف تیری رضامندی کے لیے جنازہ کے ساتھ چلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ جب وہ مرے تو فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلیں گے اور میں اس کی روح پر رحمت نازل کروں گا۔

❁❁❁❁❁

(۹)۔ جب مسلمان مرتا ہے تو آسمان اور زمین اس پر روتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان میں دو (۲) دروازے ہیں۔ ایک سے اس کا عمل اوپر بلند کیا جاتا ہے اور دوسرے سے اس کی روزی اترتی ہے۔ پس جب وہ شخص مرتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب اس شخص کو وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھا کرتا تھا نہیں پاتی تو وہ زمین روتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جب آدمی کسی مسافرت کی جگہ میں مرتا ہے جہاں اس کے رونے والے نہیں ہیں تو اس پر آسمان روتا ہے اور زمین روتی ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ جب مسلمان مرتا ہے تو چالیس دن تک اس پر زمین روتی ہے۔ عطا خراسانی سے روایت ہے کہ جو خدا کا بندہ زمین کے کسی ٹکڑے پر خدا کی عبادت کرتا ہے، اسی کو سجدہ کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی اور جس دن وہ مرے گا وہ ٹکڑا روئے گا۔ حسن سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان مسافرت میں مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مسافرت پر نظر کر کے اس پر عذاب نہیں کرتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے تو اس پر روتے ہیں چونکہ وہاں کوئی رونے والا اس کا نہیں ہوتا۔

(۱۰)۔ جس زمین سے انسان پیدا ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے مدینہ میں ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ قبر کھود رہے ہیں۔ ان سے دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا ایک حبشی کا انتقال ہو گیا ہے، اس کے لیے یہ قبر کھودی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے ملک سے اس زمین کی طرف آیا جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا۔ نیز فرمایا ہر لڑکے میں اس کی قبر کی خاک چھڑکی جاتی ہے۔ ابن مسعود سے منقول ہے کہ جو فرشتہ کہ رحم پر موکل ہے وہ نطفہ کو رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ اے اللہ یہ پیدا ہو گا یا اسقاط ہو جائے گا؟ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا ہو گا تو پوچھتا ہے کہ اے رب اس کی کتنی روزی ہو گی؟ کیا کام کرے گا؟ کتنی حیات ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوح محفوظ میں دیکھو۔ جب وہ دیکھتا ہے تو اس کی روزی، اس کا اثر، اس کا عمل اور اس کی اجل سب لکھا پاتا ہے۔ اور وہ مٹی جس میں وہ دفن ہو گا لیتا ہے، اس سے اس کے نطفہ کو گوندھتا ہے اور یہ معنی ہیں قرآن شریف کی اس آیت کے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ یعنی زمین ہی سے میں نے تم سب کو پیدا کیا اور زمین میں تم کو لوٹائیں گے۔ نیز حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں جس کی موت لکھی ہے اگر وہ شخص وہاں نہ بھی ہو گا تو کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آئے گی جس کی وجہ سے وہ وہاں جائے گا اور وہیں جا کر مرے گا۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پکڑتا ہے تو فرشتہ اس کو ہتھیلی میں لے کر پوچھتا ہے کہ یا رب مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ؟ پس اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیر مخلقہ تو رحم اس کو خون بنا کر پھینک دیتا ہے یعنی اسقاط ہو جاتا ہے۔ اور اگر کہتا ہے مخلقہ تو پوچھتا ہے اے رب لڑکا ہو گا یا لڑکی؟ بد بخت ہو گا یا نیک بخت؟ کس قدر اس کی

عمر ہوگی؟ کیا اثر ہوگا؟ کتنی روزی ہوگی؟ کس زمین پر مرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوح محفوظ میں دیکھو، وہاں اس نطفہ کا مفصل حال پاؤ گے۔ چنانچہ اسی کے موافق وہ پیدا ہوتا ہے، روزی دیا جاتا ہے جب اس کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اسی زمین میں مرتا ہے اور وہیں دفن ہوتا ہے۔

نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو نیک بختوں کے پڑوس میں دفن کرو اس لیے کہ بُرے ہمسایہ سے اس کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور عمدہ کفن دو اور اس کی وصیت پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسیوں سے بچاؤ۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا اچھا پڑوسی آخرت میں فائدہ پہنچاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس طرح دنیا میں نفع دیتا ہے۔

نافع مزنی سے منقول ہے کہ مدینہ میں ایک شخص کا انتقال ہوتو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخی ہے پھر سات آٹھ دن کے بعد دیکھا کہ وہ جنتی ہے تو اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ ایک نیک بخت دفن کیا گیا تو اس نے اپنے پڑوسیوں میں سے چالیس آدمی کی شفاعت کی تو انہیں میں سے میں بھی ہوں۔ منقول ہے کہ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی موت کا وقت ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر زیادہ گہری نہ کھودنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر کا ہے اور بدترین حصہ نیچے کا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان مرتا ہے تو اس کے مرنے کی وجہ سے مقبرہ زینت پذیر ہوتا ہے اور ہر ٹکڑا یہ چاہتا ہے کہ مجھ میں دفن کیا جائے۔ اور کافر مرتا ہے تو گورستان تاریک ہو جاتا ہے اور ہر ٹکڑا پناہ مانگتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص مجھ میں دفن کیا جائے۔ محمد بن عبداللہ اسیدی سے منقول ہے کہ میں بعض صلحا کے جنازے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ میت کے وارث لوگوں کو جلدی کرنے کی تاکید کر رہے ہیں کہ شام ہونے کے قبل دفن کردو۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کیا فائدہ ہے؟ کہا کہ میرے جدامجد حضرت ابن عباس نے حضور ﷺ سے روایت کی: آپ نے فرمایا کہ

دن کے فرشتے زیادہ مہربان ہوتے ہیں رات کے فرشتوں سے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جو لوگ میت کے ساتھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر ایک فرشتہ موکل فرماتا ہے تو وہ لوگ غمگین اور پریشان ہوتے ہیں۔ جب اس مردے کو دفن کر چکے ہوتے ہیں اور وہ پلٹتے ہیں تو وہ فرشتہ ایک مٹھی خاک لے کر ان سب پر پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ تم لوگ دنیا کی طرف پلٹ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا مردہ بھلا دے۔ پس وہ لوگ اس کو بھول جاتے ہیں اور اپنے دنیوی کاروبار بیع وفروخت شروع کر دیتے ہیں اور اس سے ایسے بے تعلق ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ نہ ان میں کا تھا اور نہ یہ لوگ اس کے تھے۔

۞۞۞۞۞

(۱۱)۔ دفن کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ جب جنازہ قبر کے پاس پہنچے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تو مت بیٹھ بلکہ قبر کے کنارے کھڑا رہ۔ پس جب وہ دفن کیا جائے تو یہ کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ط اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ خَلَفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَاجْعَلْ مَاقَدَّمَ عَلَيْهِ خَيْرٌ مِمَّا بِهٖ خَلَفَ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر۔ اے اللہ تیرا بندہ تیرے پاس پہنچ گیا اور تو خیر منزول ہے دنیا اور اس کے لوازمات کو چھوڑ دیا اور جو اس کے پیچھے چھوڑا ہے اس سے بہتر بدلہ تو دے اس لیے کہ تو نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک نیکوں کے لیے بھلائی ہے)۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس کو مت

روکو اور اس کو جلدی قبر کی طرف لے چلو اور اس کے سرہانے فاتحہ، سورہ البقرہ (ایک رکوع) اور پائتانے سورہ البقرہ (آخری رکوع) پڑھو۔ حضرت انس نے جب اپنے بیٹے کو دفن کیا تو کہا اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ وَ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ وَ اَبْدِلْهُ دَارَ الْخَيْرِ مِنْ دَارِهٖ (اے اللہ زمین کو اس کے پہلوؤں سے کشادہ کردے اور اس کی روح کے لیے آسمان سے دروازہ کھول دے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر عطا فرما)۔ حضرت ابن عمر کی لڑکی کا انتقال ہوا تو جب اس کو قبر میں رکھا گیا کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے راستہ میں) جب قبر برابر کرنے لگے کہا اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ (اے اللہ اس کو شیطان اور عذاب قبر سے بچا)۔ جب قبر برابر ہوئی تو ایک کنارے کھڑے ہوئے اور کہا اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَسَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ (اے اللہ اس کے پہلوؤں سے زمین کو دور کردے اور اس کی روح کو بلندیوں پر پہنچا اور اس کو اپنی خوشنودی سے سرفراز فرما)۔ پھر کہا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ جب کوئی تمہارے بھائیوں میں سے مرجائے اور تم اس پر مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے کوئی شخص اس کے سرہانے کھڑا ہو اور کہے اے فلاں بن فلاں! تو وہ سنے گا مگر جواب نہ دے گا۔ پھر کہے اے فلاں بن فلاں پس وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے اے فلاں بن فلاں پس وہ کہے گا کہ کہہ مجھ سے، اللہ تجھ پر رحم کرے مگر اس کی بات کو تم لوگ نہیں سنتے۔ اس کے بعد یہ کہے یاد کر اس چیز کو جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی اس بات کی گواہی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور تو راضی ہو اللہ سے اپنا رب مان کر اور اسلام کو دین جان کر اور محمد ﷺ کو رسول خدا پہچان کر اور قرآن شریف کو امام سمجھ کر۔ یہ سن کر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور کہیں گے چلو ہم اس کے پاس نہیں بیٹھتے جس کو حجت تلقین کی گئی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اس میت کا نام نہ معلوم ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو منسوب کر کے حوا کی طرف کہے اے فلاں بن حوا۔

حثیمہ سے منقول ہے کہ صحابہ کرام دفن کے بعد یہ کہا کرتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِ الرَّجِيْمِ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے راستے پر اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر۔ اے اللہ اسے عذاب قبر، عذاب نار اور شیطان مردود کے شر سے بچا)

ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب کسی صحابی کی قبر برابر کی جا چکی ہوتی تو آپ اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَقَدْ اَجْلَسَهٗ لِيَسْئَلَهٗ اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَهٗ فِي الدُّنْيَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَ اَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تو اس کے بارے میں ہم سے زیادہ جاننے والا ہے اور ہم تو اسے اچھا ہی سمجھتے ہیں اور تحقیق کے بٹھایا ہے اس کو تاکہ اس سے سوال کرے۔ اے اللہ اسے درست بات پر ثابت قدم رکھنا جیسا کہ دنیا میں ثابت قدم رکھا۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اور اسے محمد ﷺ سے ملا دے اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر)۔

جو شخص روزانہ (۲۷) بار پڑھے رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ تو اللہ پاک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے مسلمانوں کی گنتی کے برابر ثواب عطا فرمائیں گے۔

(۱۲)۔ ہر شخص سے قبر آ کر ملتی ہے (قبر کا دبوچنا) اور گناہ کے کفارہ کے بیان میں۔

حضور اقدس ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے بارے میں فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کی روح کی خوشی میں عرش جھوما۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ اس کے اعزاز کے لیے ستر ہزار فرشتے آئے۔ اس کو قبر نے دبایا پھر جدا ہوگئی۔ نیز فرمایا اگر کوئی شخص قبر کے ملنے سے نجات پاتا تو البتہ سعد بن معاذ اس سے نجات پاتا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی صاجزادی زینب نے وفات پائی تو ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ کو غمگین اور رنجیدہ دیکھا۔ حضور ﷺ قبر کے قریب تھوڑی دیر بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کرنے لگے پھر قبر میں اترے تو میں نے دیکھا کہ آپ کا غم اور زیادہ ہونے لگا۔ پھر آپ نکلے تو وہ حالت جاتی رہی اور آپ ہنسے تو ہم لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں یاد کرتا تھا قبر کی تنگی اور اس کے غم کو اور زینب کے ضعف کو تو مجھے یہ بہت شاق معلوم ہوتا تھا تو میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سے تخفیف کرے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا۔ لیکن ایک مرتبہ دبایا جس کو سوائے جنات اور انسانوں کے سب نے سنا۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سعد بن معاذ کو دفن کیا تو قبر نے اس کو ایسا دبایا کہ یہ مثل بال کے ہو گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دفع کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پیشاب کا بہت خیال نہیں کرتے تھے۔ محمد تیمی سے منقول ہے کہ ضمة القبر (قبر کا ملنا) کی اصل یہ ہے کہ اسی سے پیدا کیے گئے ہیں اور وہ ان کی ماں ہے اور یہ مدت تک اس سے علیحدہ اور جدا رہے تو پھر جب وہاں پہنچے تو قبر اس کو دبوچتی ہے، جس طرح ماں اپنے بچے کو دبوچ کر پیار کرتی ہے۔ جب کوئی لڑکا ماں سے غائب ہو، پھر آ کر ملے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہو تو اس سے شفقت اور محبت سے ملے گی اور جو شخص نافرمان اور عاصی ہوگا اس سے سختی سے پیش آئے گی۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! جب سے حضور ﷺ نے منکر نکیر کی آواز ضغطۂ قبر کا تذکرہ فرمایا ہے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کوئی شئے مجھے نفع دیتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مسلمانوں کے کان میں ویسی معلوم ہوگی جیسے آنکھوں میں سرمہ اور ضغطہ قبر مسلمان کے لیے ایسا ہے جیسے کوئی بچہ اپنی شفیق ماں سے دردسر کی شکایت کرتا ہے تو وہ اس کا سر نہایت آسانی سے دباتی ہے۔ ہاں عائشہ خرابی ہے کافروں کے لیے کہ ان کو قبر میں ایسا ضغطہ (دبوچنا) ہوگا جیسے پتھر پر کوئی انڈا پٹکے۔

فائدہ: بعض نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان **گناہ** کرتا ہے تو اس کی سزا دس باتوں میں سے کسی ایک بات سے دفع ہوتی ہے۔ اول توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ دوم استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا ہے۔ سوم کوئی اچھا کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو مٹادیتا ہے۔ چہارم دنیا میں مصیبتوں میں مبتلا ہو تو اس کا کفارہ ہوتا ہے۔ پنجم قبر میں ضغطہ (دبوچنا) ہو تو اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ششم اس کے مسلمان بھائی اس کے لیے دعا کریں اور مغفرت چاہیں۔ ہفتم لوگ اپنے اعمال حسنہ کا ثواب اس کو بخشیں تو اس کو نفع ہوگا۔ ہشتم عرصات محشر میں خوف میں مبتلا کیا جائے جس سے گناہوں کا کفارہ ہو۔ نہم حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے نجات ہو۔ دہم رحمت باری اس پر متوجہ ہو۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كُلَّهَا فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي كُلَّهَا بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ (اے اللہ ہمیں یہ سب عطا فرما۔ میں اللہ سے جو میرا رب ہے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ کو اپنے نبی محمد ﷺ اور ان کی آل اور تمام صحابہ کے صدقے میں بخش دے۔ آمین ثم آمین!

جو شخص ان چار کلمات سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ط وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ کو پڑھے تو یہ کلمات جیسے اس نے پڑھے جوں کے توں لکھ دیے جائیں گے۔ پھر عرش کے ساتھ لٹکا دیے جائیں گے۔ کوئی بھی گناہ جو وہ کرے گا ان کلمات کو نہیں مٹا سکیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ شخص قیامت کے دن اللہ سے ملے گا تو ان کلمات کو جوں کا توں سربمہر پائے گا) (حصن حصین)

(۱۴۳)- میت سے قبر مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اکثر موت کو یاد کرو اس لیے کہ قبر روز کہتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، مَیں کیڑوں کا گھر ہوں۔ پس جب مسلمان دفن ہوتا ہے تو اس کو قبر کہتی ہے مَرحَبًا وَ اَھلًا (مبارک ہو) جس قدر لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے تو مجھے ان میں محبوب تھا۔ تو آج میرے پاس آیا تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر قبر وسیع ہو جاتی ہے۔ ہر طرف جتنی نگاہ جا سکے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جب کوئی گنہ گار کافر دفن ہوتا ہے تو قبر کہتی ہے نہ تجھ کو مرحبا نہ مبارک باد۔ جتنے لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے قابل نفرت تھا، تو آج میرے پاس آیا تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ اس کے بعد قبر مل جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر اس کو سمجھا دیا اور اللہ تعالیٰ ستر اژدہے اس پر مقرر کرتا ہے کہ اگر کوئی اس میں سے ایک پھونک مار دے تو قیامت تک دنیا میں ایک تنکا بھی نہ اُگے۔ وہ اژدھا اس کو کاٹتا اور نوچتا رہتا ہے۔ قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔

نیز فرمایا کہ قبر ایک باغ ہے جنت کی کیاریوں سے یا گڑھا ہے جہنم کے گڑھوں میں سے۔ نیز فرمایا کہ جب مسلمان کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں تا کہ اس کی روح قبض کریں تو غایت درجہ خوب صورت

حسین شکل میں آتے ہیں اوران کے علاوہ دوفرشتے اور آتے ہیں جو جنتی خوشبواور جنتی کفن لیے ہوتے ہیں۔تو جب ملک الموت اس کی روح اس کے بدن سے نکالتے ہیں تو وہ دونوں فرشتے اس کو جنت کی خوشبو میں بساتے ہیں اور جنتی کفن پہناتے ہیں۔ پھر اس کو لے کر جنت میں جاتے ہیں تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے ایک دوسرے کو خوش خبری دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ یہ کس کی پاک روح ہے جس کے لیے جنت کے دروازے کھولے گئے ہیں۔تو یہ اس کا اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں کہ یہ روح فلاں شخص کی ہے تو جب اس کو لے کر آسمان پر جاتے ہیں تو اس کے ہمراہ ہر آسمان کے فرشتے جاتے ہیں یہاں تک کہ خداوند عالم کے حضور میں رکھی جاتی ہے عرش کے پاس تو اس کے اعمال نکالے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مقربین کو فرماتا ہے،تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اس عمل والے کو بخش دیا اور اس کے اعمال پر مہر کر کے اعلیٰ علیین میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو دنیا میں واپس کر دو کیوں کہ میں نے اس کا وعدہ کیا تھا پس جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تو میرا دوست تھا اور جتنے لوگ میری پیٹھ پر چلتے ہیں ان سب میں تو پیارا تھا۔تو جب میرے پیٹ میں آیا تو دیکھ کیسا عمدہ برتاؤ میں تیرے ساتھ کرتی ہوں۔اس کے بعد اس کی قبر حد نگاہ تک پھیل جاتی ہے اور اس کے پاؤں کے پاس ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے ثواب تجھے عنایت فرمائے ہیں۔اس کے بعد اس کے سرہانے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول کر کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے کیسی بلا سے نجات دی،سو جا نہایت آرام کے ساتھ۔

(۱۴)۔ منکر نکیر کے سوال کے بیان میں

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس سے اس کے ساتھی لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی ہلچل کو سنتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو تو مسلمان کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانا جہنم کی طرف ہو سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وہ جگہ بدل کر کیسی عمدہ جگہ جنت میں تجھے عطا فرمائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پس ان دونوں جگہوں کو وہ دیکھتا ہے اور قبر اس کی ستّر ستّر گز ہر طرف سے کشادہ کر دی جاتی ہے اور وہ قبر ہری بھری کر دی جاتی ہے۔ اور منافق اور کافر سے جب یہ سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ جو لوگ کہا کرتے تھے انہیں کی سنا سنی میں بھی کہتا تھا۔ اس کے بعد وہ لوگ لوہے کے ہتھوڑے سے مارتے ہیں تو وہ اتنے زور سے چیختا ہے کہ اسے سب لوگ سوائے انسان اور جنات کے سنتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ دفن کے بعد لوگ جب پھرتے ہیں تو مُردہ ان کے جوتے کی ہلچل کو سنتا ہے۔ پھر وہ بیٹھتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مسلمان کہتا ہے کہ اللہ۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اسلام۔ پھر پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو یعنی تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ۔ پھر پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں پہچانتا ہوں۔ ان پر ایمان لایا۔ وہ جو کتاب لائے اس کی تصدیق کی۔ پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کی روح مسلمانوں کی روح کے ساتھ اعلیٰ علیین میں بھیج دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد قبر تک تشریف لے گئے۔ اور اس وقت تک وہ

تیار نہیں ہوئی تھی تو آپ بیٹھے اور آپ کے سب اصحاب بھی نہایت ادب سے بیٹھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس زمین کو ملاحظہ فرمایا پھر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) تین دفعہ۔ پھر ارشاد ہوا کہ مسلمان بندہ جب دنیا چھوڑنے والا اور آخرت کو جانے والا ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں۔ وہ اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور ان کے ساتھ اور فرشتے بھی آتے ہیں جن کے ساتھ جنت کے تحفے ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو اور جنت کے کپڑے ہوتے ہیں۔ وہ اس سے ذرا دور حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں تو ملک الموت شروع کرتے ہیں اور اس کو خوش خبری سناتے ہیں اور اس کے بعد سب فرشتے خوشخبری دیتے ہیں تو اس کی روح آسانی سے نکل آتی ہے جیسے آٹے سے بال یا مشک کے دہانے سے پانی کا قطرہ۔ جب وہ روح نکل آتی ہے تو سب فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور ان سب تحفوں کو اس کے سامنے پیش کرتے ہیں جسے لے کر وہ جنت سے آتے ہیں تو اس کی خوشبو سے آسمان زمین بس جاتے ہیں۔ پس فرشتے کہتے ہیں کیا عمدہ یہ خوشبو ہے۔ تو دوسرے فرشتے ان کو جواب دیتے ہیں کہ یہ خوشبو فلاں شخص کی روح کی ہے جو آج قبض کی گئی ہے۔ پس جب وہ اس کو لے کر آسمان تک پہنچتے ہیں تو آسمان اور جنت کا کوئی دروازہ ایسا نہیں جو ان کا مشتاق نہ ہو کہ وہ اس دروازے سے جنت میں داخل ہو۔ پس جب اس کو لے کر اس کے عمل کے دروازے سے داخل ہوتے ہیں تو دروازہ اس پر روتا ہے تو وہ لوگ جس آسمان پر سے گزرتے ہیں وہاں کے فرشتے اس کو مرحبا کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں تو ملک الموت اور بقیہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے رب ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اچھا اس کو زمین پر لے جاؤ کہ میں نے مٹی سے اس کو پیدا کیا اور مٹی کی طرف پلٹاؤں گا اور اسی سے ان لوگوں کو دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ پس جب وہ دفن کیا جاتا ہے تو وہ ان لوگوں کے جوتوں کی ہلچل سنتا ہے اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز بھی پھر آتے ہیں اس کے پاس تین فرشتے۔ دو فرشتہ رحمت کا

اور ایک فرشتہ عذاب کا۔ اور اس کو چاروں طرف سے اس کے نیک اعمال گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ نماز اس کے دونوں پاؤں کے نزدیک، روزہ اس کے سر کے پاس، زکوٰۃ اس کی داہنی طرف، صدقہ اس کے بائیں جانب اور نیکی حسن خلق اس کے اوپر سینے کی طرف۔ پس جب عذاب کا فرشتہ کسی طرف سے اس کے پاس پہنچنا چاہے گا تو اس طرف کا عمل صالح اس کو ہٹا دے گا تو عذاب کا فرشتہ ایسا بھاری ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو جائے گا جس کو اگر زمین کے تمام لوگ اٹھانا چاہیں تو نہیں ہلا سکتے اور یہ کہے گا کہ اے نیک بخت بندے اگر ہر طرف سے تیرے اچھے کام اپنی حفاظت میں تجھے نہ لے لیتے تو اس ہتھوڑے سے ایسے زور سے مارتا کہ تیری قبر ساری آگ سے بھر جاتی۔ پھر عذاب کا فرشتہ اوپر جاتا ہے۔ پھر ان دونوں رحمت کے فرشتوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ اللہ کے ولی کے ساتھ نرمی کر اس لیے کہ وہ سخت گھبراہٹ سے آیا ہے۔ پس وہ پوچھتا ہے کہ کون ہے تیرا رب؟ تو وہ جواب دیتا ہے اللہ۔ پھر وہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اسلام۔ پھر وہ کہتا ہے کون تیرا نبی ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ۔ تو وہ دونوں پوچھتے ہیں تمہیں کیسے اس کا علم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی اور یہ سخت آزمائش ہے جو مسلمان پر ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب سن کر آسمان سے ندا آتی ہے کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے تو اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ، جنت کا کپڑا پہناؤ، جنت کی خوشبو سے بساؤ۔ اس کی قبر کو حد نگاہ تک کشادہ کر دو۔ اس کے سرہانے جنت کا دروازہ کھول دو، اور ایک دروازہ پیتانے کھول دو۔ پھر وہ کہتے ہیں آرام سے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے اپنے چھپر کھٹ میں۔ کبھی عذاب پاس بھی نہ آئے گا۔ تو وہ شخص کہتا ہے اے اللہ جلد قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹوں اور جو کچھ تو نے میرے لیے مہیا کیا ہے اس سے نفع اٹھاؤں۔ تو وہ شخص قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اس حال میں کہ چہرہ اس کا روشن ہوگا

نیز حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس کے اوپر ایک نور کا خیمہ ہوتا ہے جس سے آسمان والے اقتدا کرتے ہیں جس طرح ستاروں کے

ذریعہ گھر سے دریاؤں اور غیر آباد جگہوں کی اقتدا کرتے ہیں تو جب صاحب قرآن مرتا ہے تو وہ خیمہ اٹھالیا جاتا ہے تو فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں تو اس نور کو نہیں پاتے تو ایک آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان کے فرشتے سے ملتے ہیں تو وہ سب فرشتے اس کی نماز پڑھتے ہیں اور تا قیامت اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شخص قرآن سیکھتا ہے پھر شب میں کسی وقت نماز پڑھتا ہے تو وہ رات آئندہ رات کو وصیت کرتے ہیں کہ اس وقت میں اس کو اٹھا دینا اور جب وہ مرجائے تو اس پر ہلکی ہونا۔ اور جب وہ مرتا ہے اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں ہوتے ہیں تو قرآن شریف ایک بہت خوبصورت شکل میں اس کے پاس آتا ہے اور اس کے سرہانے کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کفن میں لپیٹا جاتا ہے تو قرآن شریف کفن کے نیچے اس کے سینے کے پاس ہوتا ہے۔ اور جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مٹی برابر کی جاتی ہے اور اس کے احباب سب جدا ہوجاتے ہیں تب اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں۔ وہ دونوں اسے قبر میں بٹھاتے ہیں تو قرآن شریف آکر اس شخص اور منکر نکیر کے درمیان ہوجاتا ہے تب وہ دونوں کہتے ہیں کہ تم ہٹ جاؤ یہاں تک کہ ہم اس سے سوال کریں۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ قسم ہے رب کعبہ کی یہ میرا دوست ہے اور ساتھی ہے۔ میں اس کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا، اگر تم کو کسی بات کا حکم کیا گیا ہے تو اس کو کرو اور مجھے میری جگہ چھوڑ دو اس لیے کہ میں اس سے جدا نہ ہوں گا، یہاں تک کہ میں اسے جنت میں داخل نہ کردوں۔ پھر قرآن شریف اس شخص کی طرف دیکھے گا اور کہے گا میں قرآن شریف ہوں کہ تو مجھے کبھی زور سے پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ۔ تو میں بھی تجھے دوست رکھتا ہوں اور جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے اللہ دوست رکھتا ہے۔ تجھے منکر نکیر کے سوال کے بعد نہ کسی کا غم ہوگا اور نہ رنج ہوگا۔ اس کے بعد منکر نکیر سوال کریں گے پھر چلے جائیں گے۔ پھر وہ شخص اور قرآن شریف باقی رہ جائیں گے۔ قرآن شریف کہے گا میں تیرے لیے نرم بچھونا بچھاؤں گا۔ اور نہایت عمدہ کپڑا اوڑھاؤں گا۔ جس طرح تو رات میں جاگا اور دن کو عبادت میں سرگرم رہا۔ پس قرآن شریف آسمان پر چڑھتا ہے پلک جھپکنے سے بھی

بہت تیز اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے۔ اس کے ساتھ آسمان کے ہزار مقرب فرشتے اترتے ہیں، پھر قرآن شریف آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ جس وقت میں تجھ کو چھوڑ کر چلا گیا تھا تجھے کچھ گھبراہٹ تو نہیں ہوئی تھی؟ میں یہاں سے خداوند عالم کے پاس گیا اور تیرے لیے اوڑھنا بچھونا لایا ہوں تو کھڑا ہو کہ یہ فرشتے تیرے نیچے بچھونا بچھائیں۔ پھر اس کی قبر ہر طرف سے چار سو برس کی راہ تک اتنی کشادہ کردی جاتی ہے۔ اس کے لیے سبز ریشم کا بچھونا بچھایا جاتا ہے جس میں مشک بھرا ہوگا اور اس کے سرہانے اور پائتانے تکیے رکھے جاتے ہیں اور نور جنت کے دو چراغ اس کے سرہانے اور پائتانے روشن کیے جاتے ہیں، جو قیامت تک روشن رہیں گے۔ پھر اسے فرشتے داہنے کروٹ قبلہ رخ لٹا دیتے ہیں۔ پھر جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں تو وہ اور قرآن شریف قیامت تک وہاں رہتے ہیں اور قرآن شریف اس کے رشتہ داروں کے پاس آتا ہے اور ہر رات اور دن کی خبر دیتا ہے اور اس طرح اس کی نگاہ داشت کرتا ہے جیسے شفیق باپ اپنے پیارے لڑکے کی خبر لیتا ہے۔

محمد بن نصر صائغ سے مروی ہے کہ میرا باپ جنازہ کی نماز کا بہت خیال کرتا تھا، چاہے مردہ کو پہچانتا ہو یا نہیں۔ اس نے کہا کہ اے لڑکے میں نے ایک دن ایک شخص کے جنازہ کی نماز پڑھی تو جب لوگوں نے اس کو دفن کر دیا تو قبر میں دو آدمی اترے پھر ایک آدمی نکل آیا اور دوسرا وہیں رہ گیا۔ اور لوگوں نے مٹی برابر کردی پس میں نے کہا کہ اے لوگو تم نے زندہ کو بھی مردے کے ساتھ دفن کر دیا۔ لوگوں نے کہا وہاں کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ شاید مجھے دھوکہ ہوا۔ پھر میں لوٹا اور اپنے دل میں کہا کہ میں نے قبر میں دو آدمی کو جاتے دیکھا اور ایک ہی نکلا اور دوسرا وہیں رہا۔ میں یہیں بیٹھا رہوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس راز کو مجھ پر ظاہر فرمادے۔ پھر میں قبر کے پاس گیا اور دس مرتبہ سورۂ یٰسین اور تبارک الذی پڑھا اور رویا اور دعا کی کہ اے رب اس کو ظاہر کردے جو میں نے دیکھا کیونکہ مجھے عقل اور دین کا خوف ہے پھر قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکلا میں نے اس سے کہا تجھے تیرے معبود کی قسم تو ذرا ٹھہر کہ

میں تجھ سے کچھ پوچھوں۔ تو اس نے میری طرف توجہ نہ دی۔ پھر میں نے دوسری اور تیسری دفعہ کہا۔ پس اس نے التفات کیا اور کہا کہ تو نصر صانع ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ہم لوگ دو فرشتۂ رحمت ہیں۔ اہل سنت کے لیے مقرر ہیں کہ جب وہ قبر میں رکھے جائیں تو ہم اتریں اور ان کو حجت (دلیل) کی تلقین کریں۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

فائدہ: علامہ ابوالفضل ابن حجر سے سوال ہوا کہ لڑکوں سے بھی سوال قبر ہوتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ سوال اسی شخص کے ساتھ مختص ہے جو مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو (پندرہ سال کی عمر ہو) روض الریاحین میں ہے شفیق بلخی سے کہ میں نے پانچ چیزیں طلب کیں تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا۔ (۱) میں نے ترک گناہ چاہا تو اس کو چاشت میں پایا۔ (۲) میں قبر میں روشنی چاہی تو اس کو تہجد میں پایا۔ (۳) میں نے منکر نکیر کا جواب چاہا تو اس کو قرأت میں پایا۔ (۴) میں نے صراط مستقیم پر گزرنا چاہا تو اس کو روزہ اور صدقہ میں پایا۔ (۵) میں نے عرش کا سایہ چاہا تو اسے خلوت میں پایا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هٰذِهٖ كُلَّهَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِيْنَ (اے اللہ ہمیں یہ تمام چیزیں عطا فرما دے اور جسے تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو راضی رہتا ہے اس کی توفیق عطا فرما اور درود و سلام ہو خیر خلق محمد ﷺ اور ان کی تمام آل پر)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شہید سے قبر میں سوال نہیں ہوتا، اس لیے کہ اس کی آزمائش کے لئے تلوار کی چمک کافی ہے۔ نیز فرمایا جو شخص سرحد کفر پر اسلام کی حفاظت کے لئے رہے اور وہیں مرے اس سے بھی سوال قبر نہیں ہوتا اور اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور وہ قیامت کے دن بھی سخت گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص سورہ تبارک الذی ہر شب پڑھے گا اس سے بھی سوال قبر نہ ہوگا اور جو شخص اِنِّیْ آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ (میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو) روزانہ پڑھا کرے گا اس پر منکر نکیر کا جواب آسان ہوگا۔ جو شخص الم السجدہ

اور تبارک الذی سونے سے قبل پڑھا کرے اس پر عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس سے سوال ہوگا۔ جو مسلمان شب جمعہ یا روز جمعہ میں مرے اس سے سوالِ قبر نہ ہوگا۔ صدیق سے بدرجۂ اولیٰ سوال نہ ہوگا اس لیے کہ اس کا مرتبہ شہید سے بھی زائد ہے۔ جو شخص طاعون میں مستقل مزاجی کے ساتھ جما رہے اور انتقال کرے اس سے بھی سوال قبر نہ ہوگا کیونکہ وہ شہید کے حکم میں ہے۔ بلکہ اگر راضی برضائے مولیٰ رہا پھر دوسری بیماری سے مرا جب بھی سوال قبر نہ ہوگا کیونکہ وہ شہید کے حکم میں ہی ہے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان مرد یا عورت شب جمعہ یا روز جمعہ میں مرے وہ عذاب قبر اور فتنہ قبر یعنی سوال نکیرین سے محفوظ رہے گا اور اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہیں اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہید کی مہر ہوگی یا اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔ اس حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ جو لوگ شہادت کا درجہ پائیں گے وہ سب سوال نکیرین اور عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے۔ اور میں نے ایک مستقل تصنیف میں ان لوگوں کو گنا ہے جنہیں درجہ شہادت ملے گا۔ وہ تیس سے زیادہ ہیں۔

علامہ نسفی نے بحر الکلام میں ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام اور نابالغ مسلمانوں پر نہ حساب ہے نہ عذاب قبر اور نہ ان سے منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ اس لیے کہ سوال اس سے ہوتا ہے جو رسول اور مرسل کو جان سکے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایمان لایا یا نہیں اور اسی سے شافعیہ کا مسئلہ یہ ہے کہ لڑکوں کو بعد دفن کے تلقین کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ بالغ کے ساتھ مختص ہے اور یہی مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ ہے۔

مرض الموت کی دعا: جو شخص اس دعا کو مرض الموت میں چالیس بار پڑھے گا اس کو شہادت کا ثواب ملے گا۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰـہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط بیماری میں اس دعا کا ورد کیا جائے ممکن ہے کہ وہی مرض الموت ہو۔

(۱۵)-قبر سے گھبراہٹ اور مسلمانوں پر اس کی وسعت

حضرت عثمان غنی جب قبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی تھی اور فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے۔ تو نے اگر اس سے نجات پائی تو اور سب منزلیں آسان ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی سب منزلیں سخت تر ہیں۔ نیز فرمایا کہ میں نے جتنی وحشت اور ہولناک باتیں دیکھیں ان میں سب سے زیادہ ہولناک قبر ہے۔ جب مدینہ کے ایک شخص نے وفات پائی تو آپ نے فرمایا کاش اپنے مولد کے سوا کسی اور جگہ مرتا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اس میں کیا فائدہ ہے؟ ارشاد ہوا کہ آدمی جب اپنے غیر مولد میں مرتا ہے تو اس کے مرنے کی جگہ جس قدر دور ہے اتنی وسیع جگہ اسے جنت میں دی جاتی ہے۔

نیز فرمایا کہ جنت قبر کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھے میں سے ایک گڑھا ہے۔ نیز فرمایا کہ مسلمان اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے ایک سبز قُبّہ میں اس کی قبر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسے چودہویں رات کا چاند۔

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے حواری بھی تھے۔ تو لوگوں نے قبر کی وحشت، اس کی تنگی اور اس کی تاریکی کا تذکرہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اس سے بھی تنگ جگہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں تھے تو جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی قبر کو وسیع کرنا چاہتا ہے تو اسے وسیع کر دیتا ہے۔

کتاب مختصر میں لکھا ہے کہ ایک جوان کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کو دے دے تو میری ماں

مجھے کہاں بھیجے گی جنت میں یا دوزخ میں؟ چچا نے کہا وہ تجھے ضرور جنت میں بھیجے گی۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ اس کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کا چچا قبر میں داخل ہوا تو ایک اینٹ گر پڑی۔ اس کے نکالنے کو اس کا چچا چلا پھر ہٹا تو ابو غالب نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تم پیچھے ہٹے؟ اس کے چچا نے کہا کہ اس کی قبر نور سے بھر گئی اور منتہائے بصر تک وسیع کر دی گئی ہے۔

ابن ابی الدنیا کی کتاب میں ہے کہ ایک شخص بہت نیک بخت تھا اور اس کا بھانجا گانے والی عورتوں کے ساتھ رہتا تھا تو وہ شخص صالح اسے نصیحت کرتا تھا۔ پس مر گیا وہ جوان تو اس کو چچا نے قبر میں اتارا اور جب مٹی برابر کر چکے تو کسی بات میں شک ہوا تو کچھ اینٹ کو نکالا اور اس کی قبر کو دیکھا تو قبر منتہائے بصر سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ شخص اس کے بیچ میں ہے تو اس نے وہ اینٹ درست کر دی۔ پھر اس کی بیوی سے اس کا کام پوچھا۔ اس عورت نے کہا کہ اس کی عادت تھی کہ جب موذن اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ کہتا تو وہ کہتا تھا وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدتَّ بِه یعنی میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی تو گواہی دیتا ہے۔

شریک بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے کوفہ میں ایک میت کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر اس کی قبر میں داخل ہوا تو اس حال میں کہ میں اس پر اینٹیں درست کر رہا تھا۔ ایک اینٹ قبر سے گر پڑی تو میں نے کعبہ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

ایک گورکن حکایت کرتا ہے کہ میں نے دو قبریں کھودیں اور تیسری کھود رہا تھا تو مجھے گرمی بہت معلوم ہوئی۔ میں نے ایک کھودی ہوئی قبر پر چادر رکھ دی اور اس کے سایہ میں بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ دو شخص سرخ گھوڑوں پر سوار آئے اور پہلی قبر کے پاس آ کر ٹھہرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا لکھ۔ اس نے کہا کیا لکھوں؟ کہا لکھ نو میل مربع۔ پھر وہ دونوں دوسری قبر کے پاس گئے اور کہا لکھ۔ دوسرے نے پوچھا کیا لکھوں؟ کہا ایک بالشت۔ تو میں بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ کون آدمی کس قبر مین دفن ہوتے ہیں۔ اتنے میں ایک جنازہ آیا اور اس کے ساتھ تھوڑے آدمی تھے۔ وہ لوگ پہلی

قبر کے پاس آکر ٹھہرے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا ایک بہشتی کثیر العیال مفلس ہے۔ ہم لوگوں نے اس کے لیے چندہ کر کے اس کا انتظام کیا ہے۔ میں نے کہا وہ پیسے اس کے بال بچوں کو دے دو اور اس کو دفن کر دو۔ پھر دوسرا جنازہ آیا جس کے ساتھ صرف وہی لوگ تھے جو اس کو لائے تھے۔ وہ لوگ اس کو دوسری قبر کے پاس لائے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا ایک غریب مسافر ہے جو گھوڑے پر مر گیا اور اس کے پاس کچھ پیسہ نہ تھا۔ میں نے اس کو دفن کرنے کو کہا اور کچھ نہ لیا اور بیٹھا ہوا تیسرے کے انتظار میں رہا تو عشاء کے وقت ایک عورت کا جنازہ آیا۔ میں نے قبر کھودائی ان سے مانگی۔ ان لوگوں نے میرے سر پر مارا اور تیسری قبر میں اس کو دفن کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان اس وقت ہوتا ہے جب اس کو قبر میں رکھ کر لوگ اس سے جدا ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا جو شخص ہر روز سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھے اس کے لیے فقر سے امان ہے اور جو وحشتِ قبر سے انیس ہو گا اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ نیز فرمایا جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اس کا علم آدمی کی شکل بن کر اس کا ہم نشین ہوتا ہے اور اس سے کیڑے مکوڑے دفع کئے جاتے ہیں۔

علیون الاخبار میں ہے کہ جو شخص اللہ کی مسجدوں کو روشن کرے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منور کرے گا اور جو شخص مسجد میں خوشبو سلگائے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں جنت کی خوشبو بسائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے اس کو ثواب ملے گا؟ وحی ہوئی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو فرشتے مقرر کرے گا جو قیامت تک اس کی قبر میں عیادت کریں گے۔ حضرت خدیجہ سے مروی ہے کہ قبر اور قیامت دو جگہ حساب ہوتا ہے تو جس کا حساب قبر میں ہوا اس نے نجات پائی اور جس سے قیامت میں ہو گا عذاب پائے گا۔ مرنا بالکل نیست و نابود ہونا نہیں ہے بلکہ صرف ایک مکان سے دوسری جگہ جانا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت ثابت نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت دینا۔ چنانچہ جو لوگ اس کی قبر کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے ایک قبر میں سنا کہ کوئی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے۔ ابراہیم گورکن کہتے ہیں کہ میں ایک قبر کھود رہا تھا تو دوسری قبر کی ایک اینٹ جدا ہو گئی تو اس سے مشک کی خوشبو آئی اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

حافظ ابوالاعلیٰ ہمدانی کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایسے شہر میں ہیں جس کی دیواریں چھتیں سب کتابیں ہی کتابیں ہیں تو انہوں نے اس کا سبب پوچھا۔ علامہ ہمدانی نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ میں جس طرح دنیا میں علم میں مشغول ہوں اسی طرح قبر میں بھی علم میں مشغول رہوں۔ جو شخص قرآن شریف یاد کر رہا ہو یا علم دین سیکھ رہا ہو مگر قبل تمام ہونے کے وہ مر جائے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس پر مقرر کرے گا کہ اس کو قبر میں تمام کرا دے۔

ابوالنصر نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کھودی۔ اس کی وجہ سے دوسری قبر کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت خوبصورت عمدہ پوشاک معطر پہنے ہوئے چوزانو بیٹھا ہے اور اس کی گود میں خط سبز سے بہت خوبصورت لکھا ہوا قرآن شریف ہے جس کو وہ پڑھ رہا ہے۔ اس جوان نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کیا قیامت ہو گئی؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا وہ اینٹ لگا دے اور قبر کو بند کر دے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔

بشر بن حارث کہتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے کے لیے قبر کتنی عمدہ جگہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مردوں کو اچھا کفن دیا کرو کیوں کہ وہ لوگ ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کفن سفید ہو اور صاف ہو پورا ہو اور اچھا ہو۔ بہت قیمتی ہونا مراد نہیں کہ اس سے ممانعت آئی ہے۔ راشد بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت نے انتقال کیا

تو اس نے اور عورتوں کو خواب میں دیکھا مگر ان کے ساتھ اپنی بیوی کو نہیں دیکھا تو ان عورتوں سے اس کا سبب پوچھا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے اس کے کفن میں کمی کی ہے اس لیے وہ ہم لوگوں کے ساتھ نکلنے میں شرماتی ہے تو وہ شخص ایک انصاری کے پاس آیا جس کی حالت آخر تھی اور کہا کہ میں کفن دیتا ہوں اس کو تم میری بیوی کو دے دینا۔ پس جب انصاری کا انتقال ہوا وہ شخص دو کپڑا زعفرانی سے رنگا ہوا لایا اور اس انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ پھر جب رات ہوئی تو اس نے خواب میں ان عورتوں کو دیکھا اور ان عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کو بھی دیکھا کہ وہی دونوں زرد کپڑے پہنے ہے۔

اسی طرح ماں بیٹی کی بھی ایک حکایت علامہ ابن جوزی نے لکھی ہے کہ بیٹی نے اپنی ماں کے لیے ایک مردہ کے ذریعہ کفن بھیجا ہے۔ وہ اس کو پہنچا اور شب کے وقت خواب میں آکر اس عورت نے اپنی بیٹی کو دعا دی۔ خلف یزدانی سے مروی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس کو لوگوں نے بیت الاکفان (کفن خانہ) سے کفن دیا تو وہ مقدار سے فاضل تھا۔ جو فاضل تھا وہ کم کر دیا گیا۔ جب رات ہوئی ایک شخص آیا اور کہا کہ تم لوگوں نے اللہ کے ولی کے کفن میں بخل کیا تو یہ کفن ہم واپس کرتے ہیں۔ جنت کے کفن میں ہم نے کفنایا ہے۔ خلف یزدانی کہتے ہیں کہ میں گھبرا کر بیت الاکفان میں گیا تو دیکھا کہ واقعی وہ کفن رکھا ہوا ہے۔

جرجان کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب کرز بن درہ جرجانی کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ سب قبر والے اپنی اپنی قبروں پر نئے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ کرز کے آنے کے سبب سے لوگوں نے آج نئے کپڑے بدلے ہیں۔

دراد عجلی کا جب انتقال ہوا اور قبر کھودی گئی تو لوگ ان کو دفن کرنے کے لیے قبر میں اترے تو دیکھا کہ قبر میں پھول بچھا ہوا ہے تو بعضوں نے ایک پھول اس میں سے اٹھایا تو وہ پھول ستر دن تک بالکل تروتازہ رہا۔ لوگ صبح و شام اسے دیکھنے کو آتے تھے۔ جب اس کی شہرت بہت ہوئی تو امیر وقت نے اس کو لے لیا اور اپنے پاس

رکھا تا کہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ پھر نہ معلوم وہ پھول کہاں چلا گیا۔

ابان کہتے ہیں کہ میں مورق عجلی کی وفات کے وقت گیا تو بعد انتقال لوگوں نے ان کو کپڑے سے چھپا دیا تھا اور ہم لوگوں نے کہا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نور ان کے سر کی طرف سے چمکا یہاں تک کہ چھت کو پھاڑ کر چلا گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایک نور ان کے پاؤں کی طرف سے چمکا تو ہم لوگ کچھ دیر ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے کپڑے سے منہ کھول کر کہا کیا تم لوگوں نے کچھ دیکھا؟ ہم نے کہا ہاں اور جو کچھ ہم نے دیکھا ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ سورۂ سجدہ ہے جسے میں ہر رات پڑھا کرتا تھا اور جو نور تم نے سر کی طرف دیکھا اس کی اول چودہ آیتوں کا ہے اور جو نور تم نے پاؤں کی طرف دیکھا وہ اس کی آخری چودہ آیتوں کا ہے اور جو نور درمیان میں دیکھا وہ آیت سورۂ سجدہ کا ہے۔ وہ آسمان کے اوپر میری شفاعت کرنے کو گئی ہے اور سورہ تبارک الذی میری نگہداشت کر رہی ہے۔

حارث غنوی کہتے ہیں کہ ربعی بن حراس نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنتی ہیں۔ تو وہ مدت العمر کبھی نہیں ہنسے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو اس وقت سے ان کا چہرہ برابر خنداں رہا چنانچہ ان کے غسل دینے والے نے بیان کیا کہ جب تک ہم لوگ غسل دیتے رہے وہ برابر ہنستے رہے۔

مغیرہ بن حلف کہتے ہیں کہ رویت بن بیجاں کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کو نہلایا اور کفنایا۔ اس کے بعد اس نے حرکت کی اور ان لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا تم لوگوں کو بشارت ہو کہ میں نے معاملہ آسان پایا اور میں نے دیکھا کہ جنت میں قرابت داری کا خیال نہیں کرنے والا اور شراب خور اور مشرک نہیں جائے گا۔

خلف بن حوشب کہتے ہیں کہ مدائن میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اس نے منہ کھولا اور کہا کہ اس مسجد میں ایک قوم ہے جن کی داڑھیاں خضاب لگائی ہوئی ہیں۔ وہ لوگ حضرت ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیتے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان پر لعنت کرتے اور ان سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کے بعد خاموش ہو گیا۔

بشیر کہتے ہیں کہ میں ایک میت کے یہاں گیا۔ دیکھا کہ اس کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی ہوئی ہے۔ یکا یک وہ کودا جس سے وہ اینٹ گر گئی اور وہ چلانے لگا کہ خرابی بڑی خرابی ہے۔ جب اس کے دوستوں نے یہ دیکھا تو اس کے پاس گئے اور میں بھی اس کے قریب پہنچا اور پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں کوفہ میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھا جنہوں نے مجھے رائے دی کہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو معاذ اللہ گالیاں دوں اور ان سے بیزاری ظاہر کروں۔ میں نے کہا تو استغفار پڑھ اور پھر ایسی بات زبان سے مت نکال۔ اس نے کہا اب مجھے کچھ نفع نہ دے گا کیونکہ یہ لوگ میری جگہ دوزخ پر لے جا چکے ہیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ تو اپنے احباب کے یہاں جا اور اس واقعہ کی خبر دے آ۔ پھر اپنی اصلی حالت پر آجا۔ یہ کہہ کر وہ بدستور مر گیا۔

اس کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد بڑی بھیڑ ہے اور وہ سب سفید کپڑے پہنے ہیں اور وہ منادی کرتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْجَنَّةَ نَتَبَوَّءُ مِنْهَا حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ وَارْزُقْنَا مَرْتَبَتَهُمْ بِجَاهِ النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ صلی اللہ علیہ وسلم (تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں جنت کا وارث بنایا، ہم جس طرح چاہیں اس میں رہیں۔ کیا ہی اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔ ہمیں یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملا جو رؤف الرحیم ہیں اور درود و سلام ہو ان پر)

شیخ اسماعیل حضرمی کہتے ہیں کہ وہ یمن میں بعض قبرستان پر گزرے تو بہت روئے پھر اچھی طرح ہنسے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ بولے کہ اس مقبرے کے لوگوں کی حالت میں نے دیکھی کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے تو میں یہ دیکھ کر رو یا۔ پھر اللہ سے گڑگڑا کر ان لوگوں کے لیے دعا کی۔ دعا قبول ہوئی اور وہ لوگ بخش دیے گئے۔ تو ایک قبر والے نے کہا کہ اے فقیہ اسماعیل میں فلاں گانے والی ہوں۔ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں؟ میں نے کہا ہاں تو بھی انہیں مغفورین میں سے ہے۔ اس لیے میں پھر ہنسا۔

عبدالرحمان فقیہ ایک بار قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں)۔ اس کو ایک انگریز نے سنا تو وہ انگریز آیا اور کہا اے مولانا آپ یہ کیا کہتے تھے کہ شہدا زندہ ہیں تو اب اس کا کرشمہ مجھے دکھایئے۔ انہوں نے سر اٹھایا اور دو مرتبہ کہا ہاں قسم ہے رب کعبہ کی شہدا زندہ ہیں۔ یہ سن کر وہ انگریز گھوڑے سے اترا اور ان کا منہ چوما اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کی نعش اپنے شہر میں لے جائے۔

شیخ ابوسعید خراز سے مروی ہے کہ میں مکہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ میں ایک جوان کو مردہ دیکھا۔ جب میں نے اس کی طرف غور کیا تو میرا منہ دیکھ کر ہنسا اور کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خدا کے احباب مرنہیں جاتے۔ وہ تو صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ ابوعلی رودباری کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک فقیر کو قبر میں رکھا تو جب اس کے کفن کو کھولا اور سر اس کا نیازمندی کے لیے زمین میں رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا اے ابوعلی مجھے اس کے سامنے تم ذلیل کرتے ہو جو میری ناز برداری کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے؟ اس نے کہا میں زندہ ہوں اور اسی طرح اللہ کے تمام ولی زندہ ہیں۔ میں قیامت کے دن اپنی بزرگی کی وجہ سے ضرور تیری مدد کروں گا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک عورت کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی نماز پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ ایک کفن چور بھی اس خیال سے کہ اس کی قبر کی جگہ معلوم کرے نماز اور دفن میں شریک ہوا۔ جب رات ہوئی تو چور کفن چرانے آیا۔ جب قبر کھودی تو اس عورت نے کہا سبحان اللہ ایک مغفور شخص ایک مغفور آدمی کا کفن چراتا ہے۔ اس چور نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے

اور جتنے لوگوں نے میری نماز جنازہ پڑھی سبھوں کو بخش دیا اور تو بھی انہیں لوگوں میں سے ہے۔ تو اس کفن چور نے اس سے توبہ کی۔

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ ایک شخص میرا مرید ہوا۔ کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہوا تو میرا دل اس کے ساتھ مشغول ہوا۔ میں نے اس کو غسل دیا۔ میں نے دہشت کے مارے بائیں جانب سے شروع کیا تو اس نے برتن کو لے لیا اور داہنے طرف بڑھا دیا۔ میں نے کہا تو نے اچھا کیا اے میرے بیٹے مجھ ہی سے غلطی ہوئی۔

ابو یعقوب موسیٰ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا۔ اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا اے میرے بیٹے چھوڑ میرا انگوٹھا۔ میں جانتا ہوں تو مرا نہیں، صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا ہے۔ یہ سن کر اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ انہیں کے دوسرے مرید کی حکایت ہے کہ وہ ان کے پاس آیا کہ استاد میں کل ظہر کے وقت مروں گا تو آپ یہ اشرفی لیجئے۔ نصف میں قبر کھدوایئے گا اور نصف میں کفن منگوایئے گا۔ جب دوسرا دن آیا اور ظہر کا وقت ہوا تو وہ شخص آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا، پھر کچھ دور ہٹ گیا اور وہیں مرا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے دونوں آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟ اس نے کہا میں اور تمام دوستان خدا سب زندہ ہیں۔

علامہ ابو عمر بیکندی ایک دن گلی میں گزرے تو دیکھا کہ ایک قوم نے ارادہ کیا ہے کہ ایک شخص کی بد چلنی کی وجہ سے اس کو شہر بدر کر دیں اور اس کی ماں رو رہی ہے اور سب سے سفارش ڈھونڈتی ہے۔ تو میں نے کہا اچھا میری طرف سے چھوڑ دو۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے اس کی ماں کو دیکھا اور اس کا حال پوچھا؟ اس نے کہا اس کا تو انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ میرے مرنے کی کسی کو خبر نہ دینا تا کہ لوگ مجھے برا نہ کہیں۔ اور جب مجھے دفن کر چکیں تو میری شفاعت کرنا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب میں قبر سے واپس ہونے لگی تو اس کو کہتے سنا کہ اے میری ماں لوٹ جا۔ اس لیے کہ میں رب کریم کے پاس پہنچا۔

علامہ یافعی نے کتاب المعتقد میں لکھا ہے کہ بعض صالحین اپنے والد کی قبر کے پاس آتے اور اپنے باپ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر سے منقول ہے کہ وہ جنت البقیع پر گزرے تو کہا السلام علیکم یا اہل القبور۔ ہمارے یہاں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری عورتوں نے شادی کر لی تمہارے مکان میں دوسرے لوگ رہنے لگے۔ تمہارے مال تقسیم کیے گئے تو ہادی غیب سے ندا سنی اے عمر ابن خطاب! ہمارے یہاں کی خبر یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کو پایا اور جو اپنے لیے خرچ کیا اس سے نفع اٹھایا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان کیا۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ ہم مدینہ کے قبرستان میں حضرت علی کے ساتھ گئے تو انہوں نے پکارا اے اہل قبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ مجھے تم لوگ اپنے یہاں کی خبر سناؤ یا چاہتے ہو کہ ہم اپنے یہاں کی تمہیں سنائیں تو ایک قبر سے آواز آئی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اے امیر المومنین مجھے خبر دیجئے جو کہ ہمارے بعد ہوا۔ حضرت علی نے فرمایا تمہاری عورتوں نے شادی کر لی۔ تمہارے مال تقسیم کیے گئے۔ تمہاری اولاد یتیم ہو گئی۔ جن مکانوں کو تم نے نہایت مستحکم مضبوط بنایا تھا اس میں تمہارے دشمن رہنے لگے۔ یہ خبریں ہمارے یہاں کی ہیں۔ اب بتاؤ تمہارے یہاں کی کیا خبریں ہیں؟ تو ایک مردہ نے جواب دیا کہ ہمارے کفن پرانے ہو گئے۔ ہمارے بال جھڑ پڑے۔ ہمارے چمڑے گل گئے۔ آنکھیں ہمارے رخساروں پر بہہ نکلیں۔ ناک سے خون پیپ جاری ہے۔ جو کچھ ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کو یہاں پایا اور جو کچھ ہم نے چھوڑا اس کو نقصان کیا۔ اور ہم لوگ اپنے اعمال میں گروی ہیں۔

یونس بن ابی فرات کہتے ہیں کہ ایک شخص قبر کھود رہا تھا۔ جب تھک گیا تو آرام لینے بیٹھ گیا تو اس کی پیٹھ میں ٹھنڈی ہوا لگی۔ اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے جس سے یہ ہوا آ رہی ہے۔ اس نے اس کو انگلی سے بڑھایا تو دیکھا کہ ایک قبر ہے۔ اس نے غور کیا تو دیکھا کہ منتہائے نظر تک وسیع ہے اور ایک بوڑھا آدمی خضاب لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سنوارنے والے اس کو

سنوار کر گئے ہیں۔

عطاف بن خالد کی خالہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ شہداء کی قبروں کی زیارت کو گئی تو حضرت حمزہ کی قبر کے پاس ٹھہری اور وہاں نماز ادا کی۔ اور وہاں اس وقت کوئی شخص نہیں تھا۔ جب میں نماز پڑھ چکی تو کہا السلام علیکم تو میں نے سنا کہ ایک شخص نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کو اس طرح پہچانتی اور یقین کرتی ہوں جس طرح یہ جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح دن اور رات کو پہچانتی ہوں۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں اور میری بہن قریب مغرب قبرستان میں گئی۔ میں نے کہا کہ چلو حضرت حمزہ کی قبر پر سلام کریں۔ پس ہم لوگ ان کی قبر کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا السلام علیکم یا عم رسول اللہ! تو آپ نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سلام بن ہاشم عمری کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے قبور شہدا کی زیارت کو لے گئے تو میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ جب قبرستان پہنچے آپ نے بلند آواز سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَ الدَّارِ (سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا) تو قبر سے جواب آیا وعلیکم السلام یا ابا عبد اللہ۔ تو والد نے میری طرف دیکھا اور پوچھا اے میرے بیٹے تم نے جواب دیا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی داہنی طرف کر لیا اور پھر سلام کیا چنانچہ پھر دوبارہ جواب ملا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ سلام اور تینوں مرتبہ جواب پایا تو میرے والد نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضرت عمر کے زمانے میں ایک جوان بڑا نمازی تھا جو ہمیشہ مسجد میں رہا کرتا تھا اور اس کا باپ بوڑھا تھا اس لیے وہ عشا کی نماز پڑھ کر اپنے باپ کے یہاں چلا جاتا تھا۔ راہ میں ایک عورت کا گھر تھا جو اس پر عاشق ہو گئی۔ وہ راستہ پر بن سنور کر اس کے لبھانے کو بیٹھا کرتی تھی۔ ایک رات جو وہ نماز پڑھ کر جا رہا تھا تو اس عورت نے اس کو ایسا پھانسا کہ وہ شخص اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب دروازہ پر آیا، وہ عورت

اندر گئی تو یہ بھی گیا۔ وہاں اپنے خدا کو یاد کیا اور یہ آیت اس کی زبان پر جاری ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ اِذَا مَسَّھُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (بیشک جوڈر والے ہیں جب انہیں شیطانی خیال کی بھنک لگتی ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں، اس وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) پس وہ جوان بیہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ حال دیکھ کر اس عورت نے اپنی لونڈی کو بلایا۔ اس نے اس کو مدد دی تو ان دونوں عورتوں نے اس کو دروازہ پر ڈال دیا۔ جب وہ رات کے وقت حسب معمول باپ کے یہاں نہیں گیا تو اس کا باپ تلاش میں نکلا۔ دیکھا تو وہ دروازہ پر بیہوش پڑا ہے۔ اس نے اپنے اور لوگوں کو بلایا۔ وہ لوگ اسے اٹھا کر لے گئے۔ جب گھر پہنچ کر افاقہ ہوا تو باپ نے پوچھا کہ بیٹے کہو کیا واقعہ گزرا؟ اس نے سارا واقعہ ذکر کیا۔ باپ نے پوچھا تو نے کون سی آیت تلاوت کی تھی؟ اس نے پھر اس کو پڑھا اور پھر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ پس لوگوں نے ہلایا تو مردہ پایا۔ لوگوں نے اس کو رات میں دفن کر دیا۔ صبح کے وقت حضرت عمر کے یہاں اس کا تذکرہ ہوا۔ عمر مع اپنے اصحاب کے اس کے باپ کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا مجھے کیوں نہیں خبر دی؟ اس نے کہا اے امیر المومنین شب کا وقت تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا چلو اس کی قبر پر۔ جب اس کی قبر آئے تو فرمایا اے فلاں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں) اس جوان نے قبر سے جواب دیا اے عمر اللہ نے مجھے وہ دونوں جنتیں دوبارہ عطا فرمائیں۔

ابن مینار کہتے ہیں کہ میں قبرستان گیا تو وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک قبر سے ٹیک لگا کر سو رہا تو میں جاگ ہی رہا تھا کہ اس قبر سے آواز سنی اٹھ تو نے مجھے اذیت دی۔ تم لوگ کام کرتے ہو اور جانتے نہیں ہو اور میں جانتا ہوں مگر اس وقت کر نہیں سکتا۔ خدا کی قسم اس وقت مجھے تیری طرح دو رکعت نماز پڑھ لینا دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے عمر بن خباب سلمیٰ کہتے ہیں کہ میں قید ہوا اور میرے ساتھ آٹھ آدمی اور قید ہوئے۔ ہم لوگ بادشاہ روم کے یہاں پہنچے۔ اس نے میرے دوستوں کے

متعلق حکم دیا تو ان کی گردنیں ماردی گئیں۔ پھر میں اس کے لیے آگے کیا گیا تا کہ اب میری گردن ماری جائے۔ پھر ایک پادری کھڑا ہوا اور بادشاہ کا ہاتھ پاؤں چوما اور بہت خوشامد کر کے مجھے لے لیا۔ مجھے لے کر اپنے گھر آیا اور اپنی نہایت خوبصورت لڑکی کو بلایا اور کہا کہ میں اس کی شادی تجھ سے کر دیتا ہوں اور اپنا مال تجھے تقسیم کرتا ہوں اور تو نے میرا رتبہ جو بادشاہ کے یہاں ہے خود دیکھ لیا تو اب تم میرے دین میں آ جاؤ تا کہ میں شادی کر دوں اور مال دے دوں۔ میں نے کہا میں کسی عورت یا دنیا کی وجہ سے دین بدلنا نہیں چاہتا۔ پس اس طرح وہ چند روز تک برابر بہکاتا رہا۔ اس کے بعد ایک دن اس کی خوبصورت جوان لڑکی نے مجھے اپنے باغ میں بلایا اور کہا کہ جو کچھ میرے باپ نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے اسے کیوں نہیں قبول کرتے؟ میں نے کہا کہ میں اپنا دین عورت یا دنیا بلکہ کسی چیز کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا خیر اب تم کیا چاہتے ہو؟ ہمارے یہاں ٹھہرنا یا اپنے شہر کو جانا؟ میں نے کہا میں اپنے شہر کو جانا چاہتا ہوں۔ پھر اس نے ایک ستارہ دکھایا کہ اسی نشان کے سیدھے اپنے گھر کو پہنچ جاؤ گے مگر رات کو چلنا اور دن کو چھپ جانا۔ زادراہ دیا اور مجھ کو چھوڑ دیا تو میں تین دن تک برابر رات کو چلتا رہا اور دن کو چھپ جاتا تھا۔ جب چوتھا دن ہوا اور میں چھپا بیٹھا تھا تو گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز سنی۔ میں نے خیال کیا کہ وہاں لوگوں نے جب مجھے نہیں پایا تو میری تلاش میں نکلے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ میرے قریب آئے تب میں نے پہچانا کہ یہ سب میرے وہ ساتھی ہیں جو شہید کیئے گئے تھے۔ یہ سب گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے پیچھے اور لوگ ہیں جو سرخ گھوڑوں پر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا عمر؟ میں نے کہا ہاں میں عمر ہوں۔ میں نے پوچھا کیا تم لوگ شہید نہیں کیے گئے؟ انہوں نے کہا ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہدا کو حکم دیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں حاضر ہوں۔ پھر انہیں میں سے ایک نے کہا عمر اپنا ہاتھ لاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ دیا۔ انہوں نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر تھوڑی دیر تک چلے کہ ہم گھوڑے سے اترے تو دیکھا کہ میرا مکان آ گیا ہے۔

علامہ ابن جوزی نے ابناء الحکایت میں لکھا ہے کہ شام کے تین بھائی کفار سے لڑتے تھے اور وہ سوار اور جواں مرد تھے۔ بادشاہ روم کے حکم سے ایک مرتبہ وہ سب قید کیے گئے۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم کو بادشاہ بناتا ہوں اور اپنی لڑکیوں سے تمہاری شادی کر دیتا ہوں۔ تم نصرانی بن جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمد! پس بادشاہ نے تین کڑاہ گاڑنے کا حکم دیا اور ان سب میں تیل ڈلوایا۔ پھر تین دن تک ان کے نیچے آگ جلائی گئی اور وہ لوگ ہر روز ان کڑاہوں کے سامنے لائے جاتے تھے اور ان سے کہا جاتا تھا کہ تم لوگ نصرانی ہو جاؤ ورنہ ہم تم کو اس میں ڈال دیں گے۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس تیسرے دن بڑے کو ایک کڑاہ میں ڈال دیا۔ دوسرے کو دوسرے کڑاہ میں ڈال دیا، پھر تیسرے کو تیسرے کے نزدیک لا کر کھڑا کیا اور اس کو سمجھایا۔ اتنے میں ایک سپاہی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ میں اس کو اس کے دین سے پھیر دوں گا۔ اس نے پوچھا کس ترکیب سے؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ عرب لوگ عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں کوئی عورت میری لڑکی سے زیادہ خوبصورت نہیں۔ اسے مجھ کو دے دیجئے۔ میں اس لڑکی کے ساتھ اس کو علیحدہ چھوڑ دوں گا، وہ اپنا کام بنا لے گی۔ بادشاہ نے منظور کیا اور چالیس دن کی مہلت دی۔ وہ شخص اس کو لے گیا اور اپنی لڑکی کے ساتھ اس کو چھوڑ دیا اور لڑکی کو سب کچھ سمجھا دیا۔ لڑکی نے کہا میں اپنا کام بنا لوں گی۔ پس وہ شخص اس عورت کے ساتھ رہنے لگا، اس حال میں کہ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو قیام کرتا تھا۔ جب پچیس دن ہو گئے تو اس سپاہی نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے اسے کس قدر رام کیا؟ اس نے کہا ابھی کچھ نہیں ہوا۔ اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ ان کے آثار دیکھ کر روزانہ رنجیدہ ہوتا اور اس طرف مائل نہیں ہوتا۔ میری رائے ہے کہ بادشاہ سے مہلت بڑھانے کی درخواست کرو اور مجھ کو اور اس کو کسی دوسرے شہر میں یکجا ہونے کا موقع دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب اس مدت کا بھی اکثر حصہ گزر گیا تو ایک دن اس لڑکی نے کہا اے شخص! میں دیکھتی ہوں کہ تو بڑا

پرہیزگار ہے اور اپنے رب کی بہت عبادت کیا کرتا ہے۔ مجھے بھی اپنے دین میں داخل کر لے۔ میں اپنے آبائی دین سے بہت بیزار ہوں۔ اس نے اسے مسلمان کیا اور پوچھا یہاں سے نکلنے کی کیا ترکیب ہے؟ اس لڑکی نے کہا کہ اس کی ترکیب میں سوچتی ہوں اور وہ ایک گھوڑا لائی اور اس پر وہ دونوں سوار ہوئے۔ رات کو برابر چلا کرتے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ ایک رات وہ جا رہے تھے کہ گھوڑے کے ٹاپ کی آواز سنی۔ دیکھا کہ اس کے دونوں بھائی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان سے ان کی حالت پوچھی۔ انہوں نے کہا کوئی تکلیف نہیں سوائے ایک ڈبکی کے جسے تم نے دیکھا تھا۔ اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں نکلے اور اب اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اس لئے بھیجا ہے کہ اس عورت کے ساتھ تمہاری شادی میں شریک ہوں۔ تو لوگوں نے اس کا نکاح اسی سے پڑھایا اور پلٹ گئے۔ یہ شخص شام میں پہنچا اور اسی عورت کے ساتھ اقامت کی اور وہ دونوں اس واقعہ کے ساتھ مشہور ہوئے۔ ان کی شان میں کسی شاعر نے شعر کہے ہیں جس کا ایک شعر یہ ہے

سَيُعْطَى الصَّادِقِينَ بِفَضْلِ صِدْقٍ
نَجَاةٌ فِي الْحَيَاةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ

(عن قریب صادقوں کو عطا کرے گا صدق کے فضل سے
نجات زندگی میں اور موت کے بعد)

ایک آدمی حمص کا رہنے والا مسجد کے ارادے سے چلا۔ اس کا خیال تھا کہ صبح ہو گئی۔ پس جب قبر میں پہنچا تو اس نے گھوڑے کی آواز سنی۔ مڑ کر دیکھا کہ سواران میں جو ایک دوسرے سے آ کر ملے تو بعض نے پوچھا کہاں سے آتے ہو؟ انہوں نے کہا کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے؟ انہوں نے کہا کیا ہم لوگ بدیل کے جنازہ سے واپس نہیں آ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا وہ انتقال کر گئے؟ ہم کو تو ان کی موت کا بھی علم نہیں

جب صبح ہوئی تو اس شخص نے اپنے دوستوں سے یہ حال بیان کیا۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو قاصد نے ان کی موت کی خبر لائی۔

صالح مری کہتے ہیں کہ ایک دن گرمی کے زمانہ میں قبرستان گیا تو دیکھا کہ ایک قبرستان میں سناٹا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے کہا پاک ہے وہ ذات جو جمع کرے گی تمہاری روحوں کو اور جسموں کو بعد جدائی کے پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم کو اٹھائے گا۔ پس ایک قبر سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ اس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ پھر جب تم کو زمین سے بلائے گا تو تم نکلو گے صالح مری کہتے ہیں کہ اس آواز کے سننے سے مجھے وحشت دہشت ہوئی اور میں گر پڑا

مصعب ہمدانی کہتے ہیں کہ دو بھائی میرے پڑوس میں رہتے تھے اور دونوں میں بڑی محبت تھی۔ بڑا ان کا کسی ضرورت سے اصفہان گیا۔ اس کے پیچھے چھوٹا بھائی مر گیا۔ جب وہاں سے واپس ہوا تو اس کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ روزانہ اس کی قبر پر جانے لگا۔ جب سات مہینہ اس کو ہو گئے تو ایک دن جب گیا آواز سنی کہ کہنے والا کہتا ہے اے غیر پر رونے والے اپنے نفس کی اصلاح کر دوسرے پر مت رو، اس لیے کہ تو جس پر رو رہا ہے جلد ہے وہ وقت کہ تو بھی اسی لڑی میں ہوگا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ پس اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور بخار چڑھ آیا۔ اس کے تین دن بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اپنے چھوٹے بھائی کے پہلو میں دفن ہوا۔

امام احمد نے یزید مسمی سے نقل کیا کہ انہوں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے آج تم لوگ زیارت کرو میرے ایسوں کی۔ ایک دن ہم بھی تم جیسے زندہ تھے۔ یہ میدان ہے۔ جس میں ہوا چل رہی ہے۔ اور ہم لوگ کوٹھوں میں ہیں۔ ہم تم کو پا نہیں سکتے، اس لیے کہ جو شخص ہماری جماعت میں آجاتا ہے وہ پلٹ کر نہیں جاتا ہے۔ یہ ہمارا شہر ہے اور یہیں تم کو آنا ہے۔ خالد بن معدان علاوہ تلاوت قرآن شریف کے ہر روز چالیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور تختہ پر نہلانے کے لیے رکھے گئے تو وہ اپنی انگلی کو حرکت دیتے اور تسبیح پڑھتے تھے۔

ابن عساکر عبداللہ سے روایت ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جب نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا اور ان کا منہ کھولا تو دیکھا کہ ہنس رہے ہیں۔ لوگوں کو شبہ ہوا تو میں نے طبیب کو بلایا اور کہا کہ ان کی نبض دیکھو۔ اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد منہ کھولا تو دیکھا کہ ہنس رہے ہیں۔ تب اس نے کہا کہ میں نے جانا کہ زندہ ہیں یا مردہ تو اب کوئی ان کے نہلانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ فضل حق بن حسین کھڑے ہوئے اور یہ بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے نہلایا، جنازہ کی نماز پڑھی اور دفن کیا۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ زید بن حارثہ انصاری کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پھر لوگوں نے ان کے سینے سے ایک آواز سنی کہ کہتے ہیں احمد احمد کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا۔ ابو بکر جو اپنے نفس میں ضعیف اور اللہ کے امر میں قوی ہیں کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب نے حوئی میں کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفان انہیں کے طریقے پر چار گزرے اور وہ باقی میں آ گئے فتنے اور کھالیا قوی نے کمزور کو اور قیامت قائم ہے اور قریب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے لشکر پر اس کی خبر لائیں گے اور کس قدر شاندار ہے

سعید بن مسیب کہتے ہیں اس کے کچھ دنوں بعد ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس نے کہا کہ سچ کہا میرے بھائی زید بن خارجہ نے اور دوسری روایت میں ہے دو راتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں۔ اور بئر السں وہی کنواں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے گر پڑی تھی۔ اس وقت سے گڑبڑ شروع ہوئی اور فتنے کے دروازے کھل گئے۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ جنگ صفین میں جب لوگ شہدا کو دفن کر رہے تھے کہ انہیں میں سے ایک انصاری نے کہا محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ابو بکر صدیق ہیں۔ عمر شہید ہیں۔ عثمان رحیم ہیں۔

ہشام ابن عمر کہتے ہیں کہ جب زید بن حارثہ کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے

ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور میں نماز پڑھنے لگا تو میں نے ایک آواز پائی۔ اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ خارجہ بولتے ہیں کہ قوم میں سب سے قوی ان کے درمیان خدا کے بندہ حضرت عمر امیر المومنین ہیں جو اپنے بدن میں قوی خدا کے کام میں قوی ہیں۔ عثمان امیر المومنین پاکباز پارسا ہیں جو لوگوں کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں۔ دو راتیں گزر گئیں چار اور باقی ہیں۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف ہوگا تو پھر نہ سدھرے گا۔ اے لوگو اپنے امام پر متوجہ ہو۔ اس کی بات سنو اور اس کا کہا مانو۔ دیکھو یہ رسول اللہ ہیں۔ یہ ابن رواحہ ہیں۔

عبداللہ شامی کہتے ہیں کہ روم میں ایک لڑائی میں گیا تو کچھ لوگ ہم میں دشمنوں کو ڈھونڈنے نکلے۔ پس دو آدمی ان سب سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک نے کہا اس حال میں کہ ہم لوگ اسی خیال میں تھے کہ ایک بڈھا کافر ہم سے آ کر ملا تو ہم لوگوں نے اس پر حملہ کیا تو ایک گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس نے میرے ساتھی کو مار ڈالا پس میں پلٹا اور دوستوں کو تلاش کرنے چلا کہ میرے دل میں آیا کہ تجھے تیری ماں روئے میرا ساتھی جنت میں جانے میں مجھ سے سبقت کیا اور میں دوستوں کو تلاش کرتا پھروں۔ پس میں پلٹا اور اس کو ایک تلوار ماری مگر اس نے خطا کی تو اس نے اٹھا لیا اور زمین پر دے مارا اور میرے منہ پر بیٹھ گیا اور چھری نکالی تا کہ مجھے مار ڈالے۔ اتنے میں میرا مقتول ساتھی آیا اور اس کا بال پکڑ کر کھینچ کر دے مارا اور اس کے قتل پر میری مدد کی تو ہم دونوں نے مل کر اس کو مار ڈالا اور میرا ساتھی میرے ساتھ چلتا ہوا باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں ایک درخت کے نزدیک پہنچے تو وہ لیٹ گیا۔ دیکھا تو وہ بدستور مردہ تھا۔ پس میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی۔

عبدالرحمٰن بن زید کہتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں ایک جماعت تھی جو ارض روم میں جا کر لوگوں کو قتل کرتی تھی پس بادشاہ نے ان لوگوں کو قید کرنے کا حکم دیا تو وہ سب پکڑے گئے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کیے گئے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کو اپنے دین میں داخل ہونے کے لئے کہا تو ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس بادشاہ ایک ٹیلے پر نہر

کے کنارے بیٹھا اوران لوگوں کو بلا کران کی گردن مارنے کا حکم دیا تو ان میں سے ایک کی گردن ماری گئی۔ وہ نہر میں جا کر گر پڑی۔ اب جو دیکھتے ہیں تو اسکی گردن ان لوگوں کی صفوں میں موجود ہے۔ ان کی طرف متوجہ ہوکر کہتی ہے يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو چونکہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ)

حضرت ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ میں شام میں گیا تو ایک دن عجیب واقعہ دیکھا۔ وہ یہ کہ میں قبرستان میں ایک قبر کے پاس ٹھہرا تو وہ قبر پھٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی خضاب لگائے بیٹھا ہے۔ اس نے کہا اے ابراہیم مجھ سے پوچھ کہ اللہ نے مجھ کو تیرے ہی لئے زندہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ سے ملا ساتھ عمل قبیح کے تو اس نے کہا کہ میں نے تجھے بخش دیا تین باتوں کے سبب۔ (۱) تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تو دوست رکھتا ہے اس کو جو مجھے دوست رکھے۔ اور (۲) تو مجھ سے ملا حالانکہ تیرے سینے میں ذرہ بھر شراب نہیں ہے۔ اور (۳) تو خضاب لگائے ہوئے اور مجھے شرم آتی ہے خضاب لگاتے ہوئے بوڑھے کو آگ میں ڈالوں۔ اس کے بعد قبر مل گئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور زمانہ ہوا کہ اس کا بیٹا شہید ہو گیا تھا۔ یکا یک اس شخص نے ایک سوار کو دیکھا کہ ادھر آ رہا ہے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو اے فلانی یہ میرا اور تیرا بیٹا آ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ تیرا بیٹا عرصہ ہوا کہ شہید ہو گیا۔ کیا تو مجنون ہے جو ایسی بات کہتا ہے؟ تھوڑی دیر کے بعد پھر دیکھا اور سوار بھی قریب آ پہنچا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اے فلانی تیرا بیٹا ہے۔ اب جو عورت نے دیکھا تو اس نے بھی پہچانا۔ وہ سوار آ کر ان دونوں کے پاس کھڑا ہوا۔ اس شخص نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو شہید نہیں ہوا؟ اس نے کہا ہاں، لیکن

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اس وقت وفات ہوا تو شہداء نے رب العزت سے ان کے جنازہ میں شرکت کی اجازت چاہی تو میں آپ لوگوں کے سلام کو ادھر چلا آیا۔ پھر ان دونوں کے لیے دعا کی اور پلٹ آیا۔ اس کے بعد تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اسی وقت وصال ہوا تھا۔

علامہ یافعی شافعی فرماتے ہیں کہ مردہ کو اچھی بری حالت میں بشارت یا نصیحت کے لیے دیکھنا یا اس کے لیے مردہ کو ثواب پہنچائیں یا اس کا قرضہ ادا کریں یہ اکثر ہوتا ہے۔ پھر یہ دیکھنا زیادہ تر خواب میں ہوتا ہے۔ اور کبھی جاگنے میں بھی ہوتا ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ کی کرامت ہے۔ مذہب اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ مردہ کی روحیں بعض اوقات علیین یا سجّین سے ان کے بدنوں کی طرف ان کی قبروں میں پلٹ آتی ہیں اور خصوصاً شب جمعہ میں مردے بیٹھتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں اور اہل نعیم نعمت پاتے ہیں اور اہل جحیم عذاب دیے جاتے ہیں۔

ابن القیم نے کہا کہ احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والا جس وقت آتا ہے مردہ اس کو جان لیتا ہے اور اس کے کلام کو سنتا ہے اور اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور یہ عام لوگوں کے بارے میں ہے۔ شہدا ہوں یا غیر شہدا اور اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ جس وقت کی زیارت کو آئے گا اسی وقت یہ بات ہوگی۔

متعدد احادیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب مقبرہ کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّ نَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمْ لِعَافِیَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَھُمْ وَتَجَاوَزْ بِعَفْوِکَ عَنَّا وَ عَنْھُمْ (سلامتی ہو تم پر اے قوم مومن کا گھر اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہمارے اگلے اور ہم تمہارے پچھلے ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ تو ہمیں اور انہیں بخش دے اور ہم پر اور ان پر اپنے عفو کی بارشیں برسا)۔ آمین!

اور کثرت سے حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ حضور نے زیارت قبر کے متعلق حکم فرمایا اور بہت بڑے بڑے ثواب کے وعدے فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعا کرے اور مردہ پر رحم کی دعا کرے تو گویا وہ شخص ان سب کے جنازہ میں شریک ہوا۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے عاصم حجدری کو خواب میں ان کے انتقال کے کئی برس کے بعد دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہارا انتقال نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا تم کہاں ہو؟ انہوں نے کہا بخدا ہم جنت کے باغوں سے ایک باغ میں ہیں اور میرے چند احباب بھی وہیں ہیں۔ ہم لوگ ہر شب جمعہ میں ملتے ہیں اور صبح کے وقت بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جاتے ہیں تو وہاں تم لوگوں کی حالت دریافت کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارے ارواح یا اجسام؟ انہوں نے کہا اجسام تو سڑ گل گئے، روحیں ملتی ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ جو تمہاری زیارت کو جاتے ہیں تو تم جانتے ہو۔ انہوں نے کہا شب جمعہ اور روز جمعہ اور شب شنبہ کی صبح جب تک آفتاب نہ نکلے۔ میں نے پوچھا اس کی وجہ؟ انہوں نے کہا روز جمعہ کی فضیلت اور بزرگی کے سبب۔

ابو الساح کہتے ہیں کہ مطرف دیہات میں رہتے تھے تو جب جمعہ کا دن ہوتا شہر میں آتے اور ان کی کرامت سے شب میں ان کا کوڑا روشن ہو جایا کرتا تھا۔ ایک شب وہ قبرستان میں پہنچے تو نیند ایسی کیفیت معلوم ہوئی۔ دیکھا کہ قبرستان والا ہر شخص اپنی قبر سے نکل کر بیٹھا ہے۔ ان لوگوں نے ان کی طرف دیکھ کر کہا یہ مطرف ہیں آج جمعہ کا دن ہے۔ میں نے پوچھا کیا تم لوگ یہاں جمعہ کا دن جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اور ہم جانتے ہیں چونکہ اس دن پرندے کہتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا وہ سب کہتے ہیں سلام سلام بہت اچھا روز ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جب میرے باپ کا انتقال ہوا تو میں بہت پریشان ہوا۔ میں ہر روز ان کی قبر پر جاتا تھا۔ پھر ایک دن نہیں گیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ پوچھتے ہیں کہ اے میرے بیٹے تو کیوں قبر پر نہیں آیا؟ میں نے

کہا کیا آپ میرے جانے کو جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا جتنی مرتبہ تم آئے میں سب کو جانتا ہوں اور تو جب آتا تھا تو میں خوش ہوتا تھا۔ اور میرے گرد جتنے لوگ ہیں وہ سب خوش ہوتے ہیں کہ تو ان سب کے لیے دعا کرتا تھا۔ اس کے بعد میں برابر جانے لگا۔ ہاشم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ وہ اپنے باپ کی قبر کی برابر زیارت کیا کرتے تھے۔ ایک زمانہ کے بعد ان کو خیال ہوا کہ کیا میں مٹی کی زیارت کروں۔ پس میں نے باپ کو خواب میں دیکھا کہ پوچھتے ہیں اے میرے بیٹے اب تو کیوں زیارت کو نہیں آتا؟ میں نے اپنا خیال اور شبہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب برابر آیا کرنا اس لیے کہ جب تم میری زیارت کو آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے۔ اور جب تم واپس جایا کرتے تھے تو میں برابر تم کو دیکھا کرتا تھا یہاں تک کہ تم کوفہ میں داخل ہوتے تھے۔

عثمان بن سورہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں کا نام راہبہ تھا اور وہ بہت بڑی عابدہ تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں ہر جمعہ کو ان کی قبر پر جاتا اور ان کے لئے دعا کرتا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی دعا کیا کرتا تھا۔ پس ایک دن میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا اے میری ماں تم کس حال میں ہو؟ کہا اے میرے بیٹے موت کی تکلیف بہت سخت ہے اور میں بحمد اللہ بہت اچھی ہوں۔ پھولوں کا بچھونا ہے۔ ریشمی تکیے ہیں۔ نہایت آرام و عافیت سے ہوں۔ میں نے پوچھا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کیا؟ جواب دیا کہ تم جو برابر زیارت و دعا کیا کرتے ہو اسے کبھی ترک نہ کرنا اس لیے کہ تم جمعہ کے دن جو آیا کرتے تھے اس سے مجھے بہت انس ملتا ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ اے راہبہ! تیرے اہل سے ایک زیارت کرنے والا آیا ہے۔ پس میں خوش ہوتی ہوں اور میرے گرد کے سب مردے بھی اس وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔

علامہ ابوالبرکات سوسی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا کہ کہتی تھیں میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہتی تھیں کہ اے میری بیٹی۔ جب تو میری

زیارت کو آئے تو میری قبر کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھ کہ میں تیری طرف دیکھ کر جی خوش کروں۔ پھر میرے اوپر ترحم کی دعا کر کہ رحمت میرے تیرے درمیان حائل ہو کر مجھ کو تجھ سے مشغول کر دے گی۔

اسد بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ تو فلاں دوست کی قبر کے پاس گیا اور قرآن شریف پڑھا اور اس کے لئے رحمت کی دعا کی۔ اور میں یہیں ہوں تو میرے پاس نہ آیا نہ کچھ پڑھ کر بخشا۔ میں نے کہا تجھے کیا معلوم کہ فلاں شخص کی قبر پر گیا تھا؟ اس نے کہا جب تو وہاں گیا تو میں نے تجھے جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو نے کیسے دیکھا؟ اس قدر مٹی تو تیرے اوپر ہے۔ کہا کیا تم شیشے کے گلاس میں پانی نہیں دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یوں ہی ہم لوگ اپنی زیارت کرنے والے کو دیکھتے ہیں۔

(۱۶)۔ روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے بدن میں ہوتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں۔ ان کا ٹھکانا سونے کے شمع دان ہیں جو عرش پر لٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے تمہارے نزدیک کوئی بزرگی اس سے بڑھ کر ہے جو میں نے تم لوگوں کو دی ہے؟ تمہاری کچھ اور خواہش ہے؟ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ ہماری روحوں کو پھر ہمارے جسموں میں پلٹا دیں کہ تیری راہ میں پھر لڑیں اور شہید ہوں۔ اور مسلمان بچوں کی روحیں چڑیا کے جسم میں ہو کر جنت

میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ ام بشر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جس طرح درختوں پر جو چڑیاں بیٹھتی ہیں وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ مسلمان بچے جنت میں ایک پہاڑ پر قیام کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام ان لوگوں کی پرورش فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ انہیں ان کے ماں باپ کے حوالے کر دیں گے۔ اور وہ جنت میں خوب آرام وعافیت سے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے ماں باپ کو جلد ہم سے ملا۔

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ وہ بالکل دودھ ہے تو دودھ پیتے بچے جو مرتے ہیں وہ اسی درخت سے دودھ پلائے جاتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی تربیت کرتے ہیں۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان میں ایک گھر ہے جس کا نام بیضاء ہے۔ سب مسلمانوں کی روحیں اس میں جمع ہوتی ہیں تو جب دنیا میں کوئی مرتا ہے تو سب روحیں اس سے آکر ملتی ہیں اور اس سے دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی سفر سے آتا ہے تو سب لوگ اس کا حال پوچھتے ہیں۔ سلمان کہتے ہیں کہ مسلمان کی روحیں برزخ میں مختار ہیں جہاں چاہیں آئیں جائیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجسام میں پلٹتا ہے۔

ابن قیم نے کہا کہ نفس کے لئے چار گھر ہیں۔ ہر ایک گھر پہلے سے بڑا ہے پہلا گھر ماں کا پیٹ ہے اور یہ نہایت تنگ اور تاریک گھر ہے، جس میں تین تین تاریکیاں ہیں۔ دوسرا گھر دار دنیا ہے جہاں انسان پیدا ہوتا ہے، رہتا اور بستا ہے، اچھا برا کام کرتا ہے۔ تیسرا گھر برزخ ہے اور یہ دنیا سے بہت زیادہ وسیع اور فراخ ہے اور برزخ کو دنیا سے وہی نسبت ہے جو دنیا کو ماں کے پیٹ سے ہے۔ چوتھا گھر دار آخرت ہے جس کے بعد کوئی گھر نہیں۔ وہاں ٹھہرنے کی جگہ دوزخ یا جنت ہے اور وہ برزخ سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

حدیث شریف میں ہے مثال مومن کی دنیا میں جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں ہے جب پیدا ہوتا ہے روتا ہے اور جب روشنی دیکھتا ہے اور دودھ پیتا ہے تو پھر ماں کے پیٹ میں چلے جانے کی خواہش نہیں کرتا۔ یونہی مومن موت سے ڈرتا ہے مگر جب اپنے رب کے پاس پہنچتا ہے، وہاں کے آرام و عافیت کو دیکھتا ہے تو بھول کر بھی دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت عمر بن فارض کہتے ہیں کہ وہ ایک ولی اللہ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ اس قدر سبز چڑیاں ہیں جن سے آسمان وزمین بھر گئے۔ پس ایک بڑی چڑیا آئی اور اس مردہ کو نگل گئی اور اڑ گئی تو مجھے تعجب ہوا۔ پس ایک شخص نے جو ہوا سے اترا تھا اور جنازہ میں شریک ہوا تھا کہا تعجب مت کرو اس لئے کہ شہداء کی روحیں سبز چڑیوں کے بدن میں ہوتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ یہ لوگ تلوار کے شہید ہیں لیکن شہداء محبت ان کے اجسام ہی ارواح ہیں۔

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑ پر رہتا تھا۔ لوگ جب قحط زدہ ہوتے تھے تو اس کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اور پانی برستا تھا۔ اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ وہ لوگ اسی انتظام میں تھے کہ دیکھا ایک تخت آ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچا۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اس تخت کو پکڑ کر اس مردہ کو تخت پر رکھا اور وہ تخت بلند ہوا جس کو سب لوگ دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کی نگاہوں سے چھپ گیا۔ اور اس واقعہ کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ عامر بن قہرہ بیرٔ معونہ کے دن شہید ہوئے۔ اس دن حضرت عمر بن امیہ ضمری گرفتار ہوئے تو ان سے عامر بن الطفیل نے کہا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے ان کو مقتولین میں پھرایا اور ہر ایک کا حسب نسب پوچھا۔ اس کے بعد دریافت کیا تمہارے شہداء میں کوئی ایسا بھی ہے جو یہاں اس وقت نہ ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عامر بن

مہیرہ۔ پوچھا وہ کیسے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا اچھے شخص تھے۔ تب اس نے کہا میں ان کا واقعہ بیان کروں۔ جبار بن سلمی نے ان کو ایک نیزہ مارا اور نیزہ کھینچ لیا تو وہ شخص اوپر اٹھنا شروع ہوا یہاں تک کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد جبار بن سلمی ضحاک بن سفیان کے پاس آ کر مشرف بہ اسلام ہوا اور کہا کہ میرے اسلام کا باعث واقعہ عامر بن مہیرہ ہے۔ حضرت ضحاک نے حضور ﷺ کے حضور میں یہ واقعہ لکھا۔ ارشاد ہوا کہ ملائکہ نے ان کے جسم کو چھپایا اور اعلیٰ علیین میں جگہ دی اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ اس قدر بلند ہوئے کہ میں نے آسمان کو ان کے اور زمین کے درمیان دیکھا۔

ابن عساکر نے حضرت اویس قرنی کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک سفر میں ہیضہ میں وہ مبتلا ہوئے اور اسی میں وصال فرمایا تو لوگوں نے ان کی گٹھری میں دو کپڑے دیکھے جو انسان کے بُنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دو آدمی اس خیال سے گئے کہ ان کے لئے قبر کھودیں تو وہ لوگ واپس آئے اور کہا کی ایک قبر کھدی ہوئی ملی۔ اب لوگوں نے ان کو نہلایا اور کفنایا دفنایا۔ پھر دیکھا تو قبر کا کچھ نشان نہیں۔

ابو خالد کہتے ہیں کہ جب عمر بن قیس کا وصال ہوا تو دیکھا کہ تمام میدان آدمیوں سے بھرا ہوا ہے جو سفید کپڑے پہنے ہیں۔ جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کا پتہ نہیں۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ میں بیٹھا تھا اور میرے گرد اور لوگ بھی بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا (سبز آنکھوں والا)۔ میں نے پوچھا کیا یہی رنگ تیری آنکھوں کا پیدائشی ہے یا کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا اے حضرت آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے اپنا حسب نسب بیان کیا تو حاضرین میں سب نے اسے پہچان لیا۔ میں نے کہا اب بتا تیرا کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے کل مال کو لے کر کشتی کا سفر کیا کہ یکا یک باد مخالف چلی جس سے میری کشتی تباہی میں آئی اور میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد میں ایک ساحل پر نکلا تو نہایت پریشان چار مہینہ تک رہا۔ درختوں کے پھل توڑ کر کھاتا اور چشمہ کا پانی پیا کرتا تھا۔ اس کے بعد

ایک دن ارادہ کیا کہ اب سیدھا ناک کے سامنے چلتا رہوں گا۔ یا تو اسی حالت میں مر جاؤں گا یا مجھے نجات ملے گی۔ میں نے اس خیال کو پختہ کر کے چلنا شروع کیا تو ایک نہایت عالی شان محل نظر آیا جس کی تعریف امکان سے باہر ہے۔ میں نے اس کا کواڑ کھولا تو اندر نہایت نفیس ولطیف ہے اور اس کے ہر طاق پر موتی کا ایک صندوق ہے اور اس میں تالے لگے ہوئے ہیں جن کی کنجیاں سامنے دھری ہیں۔ میں نے ایک کو کھولا تو اندر سے بہت ہی خوشبو نکلی اور دیکھا کہ اس میں بہت سے مرد ہیں جو ریشمی کپڑے میں لپٹے ہیں۔ میں نے ایک کو حرکت دی تو مردہ پایا۔ اور اس کی صفت زندہ کی ہے۔ پس میں نے صندوق کو بند کر دیا اور باہر نکل آیا اور دروازہ بند کر دیا تو دیکھا کہ دو سوار ہیں جن سے بڑھ کر خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ دونوں پنج کلیان گھوڑے پر سوار ہیں۔ ان دونوں نے میرا قصہ پوچھا تو میں نے ان دونوں کو اپنا قصہ سنا دیا۔ پس انہوں نے کہا آگے بڑھو۔ وہاں ایک درخت پاؤ گے۔ اس کے نیچے ایک باغ ہے وہاں ایک بزرگ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سے اپنا قصہ بیان کرنا وہ تم کو راستہ بتائیں گے۔ پس میں گیا تو دیکھا کہ ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے میرا قصہ پوچھا۔ میں نے ان سے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ پس جب محل کا قصہ بیان کیا تو وہ بہت گھبرائے اور پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے صندوق کو بند کر دیا اور دروازہ بھیڑ دیا۔ پس وہ مطمئن ہوئے اور مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی گزری۔ انہوں نے سلام علیکم کہا اور کہا یا ولی اللہ کہاں جاتے ہیں؟ بدلی سے آواز آئی میں فلاں جگہ جاتا ہوں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے متعدد بدلی گزرتی رہی اور وہ سب سے سلام کے بعد پوچھا کرتے کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ اتنے میں ایک ٹکڑا بدلی کا آیا انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہیں۔ اس نے کہا بصرہ۔ کہا اترو۔ پس وہ بدلی ان کے سامنے آگئی۔ پھر کہا اس شخص کو سوار کر کے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دو تو جب میں بدلی پر سوار ہوا میں نے کہا کہ میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ بزرگی عطا فرمائی۔ مجھے

اس محل اور سوار اور اپنے حال سے آگاہ کیجئے۔ انہوں نے کہا یہ محل شہداء بحر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے لئے مقرر فرمایا ہے جو لوگ دریا میں ڈوب کر شہید ہوتے ہیں ان کو دریا سے نکال کر لاتا ہے اور ریشمی کپڑوں میں انہیں کفنا کر اس صندوق میں رکھتا ہے اور وہ دونوں سوار خدا کے فرشتے ہیں جو صبح و شام اللہ کا سلام ان کو پہنچاتے ہیں اور میں خضر ہوں اور میں نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر تمہارے نبی کی امت میں کرے۔ اس شخص نے کہا جب میں بدلی پر سوار ہوا تو مجھے ایسا ہول اور ڈر لاحق ہوا جس سے میری یہ حالت ہوگئی۔

❁❁❁❁❁

(۱۷)۔ ہر میت کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کا ٹھکانہ اس پر صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت پیش کی جاتی ہے اور اگر معاذ اللہ دوزخی ہے تو دوزخ پیش کی جاتی ہے اور یونہی قیامت تک ہوتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ وہ ہر صبح و شام چیختے تھے اور کہتے تھے اول وقت رات گئی اور دن آیا اور فرعونی والے آگ پر پیش کئے گئے تو جو لوگ ان کی آواز سنتے تھے وہ اللہ سے پناہ مانگتے تھے کہ آگ سے بچایئے۔ یونہی جب شام ہوتی تو کہتے دن گیا اور رات آئی فرعونی والے آگ پر پیش کئے گئے تو جو شخص ان کی آواز سنتا وہ سب آگ سے پناہ مانگتا۔

اوزاعی سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے جو عسقلان کے ساحل پر تھا دریافت کیا کہ اے ابو عمر ہم روزانہ دیکھتے ہیں سیاہ پرندوں کو کہ دریا سے نکلتے ہیں

اور جب شام کا وقت ہوتا ہے تو سفید پرندے آتے ہیں۔ اس نے کہا تم نے اسے دیکھا انہوں نے کہا ہاں ان صورتوں میں فرعون کے لشکر کی روحیں ہیں جو آگ پر پیش کی جاتی ہیں تو آگ کی لپٹ سے ان کے پر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک ان پر عذاب ہوتا رہے گا۔ کَمَا قَالَ اُدْخُلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ (جیسا کہ آل فرعون سخت عذاب میں داخل کردئے گئے۔ میں اللہ کے عذاب جہنم سے پناہ مانگتا ہوں) آمین۔

❁❁❁❁❁

(۱۸)- زندوں کے کارنامے مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے نامۂ اعمال تمہارے رشتہ والے اور قرابت دار مُردوں پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر اچھا ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر برا ہوتا ہے تو اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے موت نہ آئے جب تک تو اسے ہدایت نہ دے دے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت دی۔

حضرت ابوایوب انصاری نے قسطنطنیہ (ترکی) پر جہاد کیا تو ایک واعظ کے بارے میں سنا۔ وہ کہتا ہے کہ بندہ جب صبح کے وقت کوئی کام کرتا ہے تو شام کے وقت جنتی رشتہ داروں پر اس کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو کام شام کے وقت کرتا ہے وہ صبح کے وقت اس کے جنتی رشتہ داروں پر پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری نے کہا دیکھو کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا واللہ ایسا ہی ہے جو میں کہتا ہوں۔ حضرت ابوایوب انصاری نے کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ عبادہ بن صامت، سعد بن عبادہ کے سامنے مجھے فضیحت کرے۔ اس سبب سے جو میں نے ان کے بعد کیا۔ اس واعظ نے کہا کہ اللہ جس کو اپنا ولی بناتا ہے اس کے عیبوں

کو چھپاتا ہے اور اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اعمال ہر دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن۔ تو یہ لوگ حسنات کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور خوشی سے ان کے منہ روشن ہو جاتے ہیں۔ پس ڈرو اللہ سے اور مت ایذا دو اپنے مُردوں کو۔

عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے مجھ سے اجازت چاہی کہ اپنی بھتیجی یعنی میری بیوی سے ملاقات کریں۔ پس میں نے اجازت دی تو پوچھا کہ تمہارے شوہر کا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟ اس نے کہا جہاں تک ان سے ہوتا ہے میرے ساتھ عمدہ برتاؤ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے عثمان اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اس لیے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کرتے ہو وہ عمر بن اوس (اس کے باپ) کے پاس پیش ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا مُردوں کو زندوں کی خبریں پہنچا کرتی ہیں؟ سعید نے کہا ہاں۔ جتنے رشتہ دار اور اقارب ہیں سب کے پاس خبریں پہنچا کرتی ہیں تو اچھی بات سے خوش ہوتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں اور بری خبر سے غمگین ہوتے ہیں۔

ایک گورکن کا بیان ہے کہ میں ایک شب قبرستان میں تھا۔ میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ قبر سے کہتا ہے اے عبداللہ! اس نے کہا کیا ہے جابر؟ اس نے کہا کل ہماری ماں یہاں آئیں گی۔ دوسرے نے کہا اس سے کیا نفع؟ وہ ہم لوگوں تک نہیں پہنچیں گی اس لیے کہ میرا باپ اس سے بہت ناخوش ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز تک نہ پڑھے گا۔ پس جب دن ہوا تو میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا یہاں پر ان دونوں قبروں کے بیچ ایک قبر کھود۔ میں نے کہا کہ ان میں کے ایک کا نام جابر اور دوسرے کا نام عبداللہ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پس میں نے جو کچھ سنا تھا اس سے کہا۔ اس شخص نے کہا بیشک میں نے قسم کھائی تھی کہ اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھوں گا مگر اب اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا اور ضرور اس کے جنازہ کی نماز پڑھوں گا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ سلوک کرے اس کے مرنے کے بعد تو اس کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے۔ ابو سعید ساعدی کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ پر میرے ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کا کوئی حق ہے تو اس کو میں ادا کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا چار باتیں اب بھی باقی ہیں۔ اول یہ کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ دوم یہ کہ ان دونوں کے وعدوں کو پورا کرو۔ سوم یہ کہ ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ چہارم یہ کہ ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

(۱۹)۔ کس سبب سے روح اپنے اعلیٰ درجہ سے محروم رہتی ہے؟

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی روح قرض کے سبب اپنے اعلیٰ مقام سے روکی جاتی ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ نماز کے لئے لایا گیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ ارشاد فرمایا میرا نماز پڑھنا اسے کیا فائدہ دے گا کہ اس کی روح قبر میں معلق ہے اس کی روح آسمان تک نہ جا سکے گی۔ اگر کوئی شخص اس کے قرض کی کفالت کرے تو میں نماز پڑھاؤں۔ اس وقت میرا نماز پڑھنا اسے نفع دے گا۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس پر دو دینار قرض تھے تو حضور اقدس ﷺ نے اس کی نماز نہیں پڑھائی۔ اس کو ابو قتادہ نے اپنے ذمہ لیا تب حضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس کے ایک دن بعد حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے وہ دینار ادا کر دیے؟ ابو قتادہ نے کہا ہاں۔ ارشاد ہوا اس وقت اس کا بدن ٹھنڈا ہوا یعنی اس نے آرام پایا۔

شیبان بن حسن کہتے ہیں کہ میرے والد اور عبدالواحد بن زید غزوہ میں گئے تو ان لوگوں نے ایک بہت چوڑا بڑا گہرا کنواں دیکھا اور اس سے ایک آواز آ رہی ہے۔ پس ایک شخص اس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد تختہ پر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے۔ اس نے پوچھا تم انسان ہو یا جنات؟ اس نے جواب دیا ہم آدمی ہیں۔ انطاکیہ میرا مکان ہے۔ میرا انتقال ہو گیا ہے مگر رب العزت نے قرض کے سبب سے مجھے یہاں روک لیا ہے اور میرا لڑکا انطاکیہ میں ہے۔ نہ وہ مجھے یاد کرتا ہے اور نہ میرا قرض ادا کرتا ہے۔

پس وہ شخص باہر آیا اور اپنے ساتھی کو خبر دی اور کہا چلو اس شخص کا قرض ادا کر دیں۔ اس کے بعد پھر لڑائی میں شریک ہوں گے۔ پس یہ لوگ گئے اور اس کا قرض ادا کر دیا۔ پھر وہ اس جگہ لوٹے تو وہاں نہ کنواں دیکھا اور نہ کچھ نشان پایا۔ جب شام ہو گئی تو وہ دونوں وہیں سو گئے۔ خواب میں اس شخص کو دیکھا، کہتا ہے کہ اے اللہ ان لوگوں کو بہتر جزا دے کہ اب میرے رب نے مجھے جنت میں ایسے ایسے اعلیٰ درجے عطا کیے۔

✿✿✿✿✿

(۲۰)-وصیت کا بیان

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مرجائے اور وصیت نہ کرے اس کو مُردوں کے ساتھ کلام کی اجازت نہیں ملتی۔ کسی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا مُردے بھی بولتے ہیں؟ ارشاد ہوا ہاں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

بصرہ کے ایک گورکن کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن ایک قبر کھودی اور اسی کے قریب سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کی دو عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا اے عبداللہ! میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں کہ اس عورت کو مجھ سے دور کر اور مجھ تک نہ آنے دے۔

پھر میں گھبرا کر اٹھا تو دیکھا کہ ایک عورت کا جنازہ آیا ہے۔ میں نے کہا کہ قبر اس طرف کھودی ہوئی ہے۔ پھر جب رات ہوئی تو پھر وہ دونوں عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو بہتر جزا دے تو نے ہم سے ایک بہت بڑی مصیبت دور کر دی۔

میں نے پوچھا تمہارے ساتھی کی کیا حالت ہے کہ وہ نہیں بولتی ہے، جس طرح تم مجھ سے بولتی ہو؟ اس عورت نے کہا اس نے مرتے وقت وصیت نہیں کی تھی اور جو شخص بغیر وصیت کے مرے گا وہ قیامت تک نہیں بولنے پائے گا۔

(۲۱)-زندہ اور مُردہ کی روحیں خواب میں ملتی ہیں

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مُردہ اور زندہ کی روحیں خواب میں ملتی ہیں۔ پوچھ گچھ کرتی ہیں۔ اس کے بعد مُردہ کی روح کو خدائے تعالیٰ روک لیتا ہے اور زندہ کی روح بدن میں آجاتی ہے۔

حضرت ابودردا فرماتے ہیں کہ آدمی جب مرتا ہے تو ایک مہینہ تک اس کی روح اس کے گھر کے گرد گھومتی ہے اور ایک سال تک قبر کے گرد۔ پھر اٹھالی جاتی ہے جس کے سبب زندہ اور مُردہ کی روحیں ملتی ہیں۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ثعلبہ بن جثامہ اور عوف بن مالک میں بڑی گہری دوستی تھی۔ ایک دن مصعب نے عوف سے کہا کہ ہم دونوں میں جو آدمی پہلے مرے تو وہ دوسرے کو دکھاوے۔ کہا کیا ایسا ہوسکتا ہے مصعب نے کہا ہاں۔ پس مصعب نے پہلے انتقال کیا تو ان کو عوف نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا بعد مشقتوں کے مجھے بخش دیا۔ عوف نے کہا کہ میں نے مصعب کی گردن میں ایک سیاہ دھبہ دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا فلاں یہودی سے میں نے قرض لیا تھا جو میرے مکان میں رکھا ہوا ہے۔ تم اس کو جا کر دے دو اور میرے مرنے کے بعد جو کچھ واقعات میرے گھر ہوتے ہیں مجھے سب کی خبر ہے۔ یہاں تک کہ چند دن ہوئے میری بلی مرگئی ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور میری لڑکی چھٹے دن مرے گی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

عوف کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا ایک تھیلی میں دس دینار رکھے ہوئے ہیں۔ میں اس کو لے کر یہودی کے پاس پہنچا اور کہا کہ مصعب پر تمہارا کچھ باقی ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ مصعب پر رحم کرے وہ بہترین اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔ میں نے ان کو دس دینار قرض دیے تھے۔ عوف کہتے ہیں

کہ میں نے اس تھیلی کو یہودی کو دے دیا پھر میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ مصعب کے انتقال کے بعد تمہارے یہاں کوئی واقعہ پیش آیا؟ لوگوں نے کہا ہاں یہ باتیں ہوئیں یہاں تک کہ بلی کے مرنے کا واقعہ بھی بیان کیا۔ عوف نے کہا میری بھتیجی کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ کھیل رہی ہے۔ جب آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ بخار میں مبتلا ہے۔ میں نے کہا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

ثابت بن قیس کی لڑکی بیان کرتی ہے کہ اس کے والد کا انتقال یوم یمامہ میں ہوا۔ جس وقت وہ شہید کیے گئے تو ان پر ایک قیمتی چادر تھی۔ ان کے پاس سے ایک مسلمان گزرا اور اس چادر کو لے لیا۔ پس ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت کہہ رہے ہیں کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں خبردار اس کو خواب وخیال نہ سمجھنا۔ دیکھو کل جب میں شہید کیا گیا تو فلاں شخص میرے پاس سے گزرا۔ اس نے میری چادر لے لی اور اس کا گھر فلاں جگہ ہے اور اس کے گھر پر ایک گھوڑا بندھا ہے۔ اور اس نے چادر پر ایک ہانڈی اوندھا دی ہے۔ اور اس پر ایک کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تو تم خالد بن ولید کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میری چادر اس سے لے لیں اور جب تم مدینہ میں خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں پہنچو تو ان سے کہو کہ میرے اوپر اس قدر قرض ہے اور فلاں شخص میرے غلاموں میں سے آزاد ہے۔ چنانچہ وہ شخص آیا اور اس نے خالد بن ولید کو خبر دی۔ اپنی وہ چادر منگوا لی اور حضرت ابوبکر صدیق سے بیان کیا۔ انہوں نے ان کی وصیت نافذ کی۔ اس شخص نے کہا کہ میرے علم میں کوئی شخص نہیں جس کی وصیت بعد موت نافذ کی گئی ہو سوائے ثابت بن قیس کے۔

حضرت عثمان سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے عثمان! تم میرے پاس آکر روزہ افطار کرو۔ چنانچہ صبح کے وقت روزہ کی حالت میں شہید کیے گئے۔

(۲۲)-چند روایتوں کا بیان جو مُردوں نے اپنی حالت ذکر کی

عصف بن حارث نے عبداللہ بن عائذ صحابی سے کہا: اگر تم سے ہو سکے تو مجھ سے ملاقات کرنا اور مرنے کے بعد کے واقعات سے اطلاع دینا۔ پس ایک دن خواب میں آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بعد مشقتوں کے نجات بخشی، میرے رب نے میرے گناہوں کو بخشا اور گناہوں سے درگزر کیا۔

یحیٰی بن ایوب کہتے ہیں دو شخصوں نے عہد کیا تھا کہ جو پہلے مرے وہ دوسرے کو واقعات کی خبر دے۔ پس ان میں سے ایک کا انتقال ہوا تو دوسرے نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں؟ کہا وہ جنت میں ہیں۔ پوچھا ابن سیرین کہاں ہیں؟ کہا جہاں چاہتے ہیں رہ سکتے ہیں مگر ان دونوں کے درجوں میں بہت فرق ہے۔ انہوں نے پوچھا آخر حسن بصری کو یہ رتبہ کس طرح ملا؟ کہا شدت خوف الٰہی سے۔

حضرت عباس اور حضرت عمر بن خطاب میں بہت دوستی تھی۔ جب امیر المومنین کا وصال ہوا تو کامل ایک سال بعد خواب میں ان کو دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ حضرت عباس نے پوچھا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا اب میں فارغ ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو عرش پھٹ پڑتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی انصاری نے آپ کو بیس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ پسینہ پوچھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ مطرف کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان کو خواب میں دیکھا کہ سبز کپڑا پہنے ہیں۔ انہوں نے پوچھا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ احسان کیا۔ پوچھا کون دین بہتر ہے؟ کہا دین قیم یعنی اسلام۔

ابن عبد المالک نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا امیر المومنین آپ کس حالت میں ہیں؟ جواب دیا اے مسلمہ اب مجھے آرام ملا۔ اس وقت میں فارغ ہوا۔ پوچھا آپ کہاں ہیں؟ جواب دیا ائمہ ہدیٰ کے ساتھ جنات عدن میں۔

ابوبکر خیاط کہتے ہیں میں قبرستان گیا تو دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں میں بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے گلدستے خوشبو کے رکھے ہیں اور محفوظ ان لوگوں میں کھڑا ہے۔ آتا ہے اور جاتا ہے۔ میں نے پوچھا اے محفوظ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کیا تم مرے نہیں؟ کہا ہاں پرہیز گاروں کی موت دراصل حیات ہے جو منقطع نہیں ہوگی۔ بہت سی قومیں مر گئیں لیکن وہ لوگوں میں زندہ ہیں۔

حفص موٰلی کہتے ہیں کہ میں نے داؤد طائی کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا خبر ہے؟ کہا آخرت میں خیر بہت ہے۔ پوچھا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ کہا الحمدللہ جنت میں۔ پوچھا کہ تم کو سفیان بن سعید کی کچھ خبر ہے؟ وہ بھلائی کو دوست رکھتے تھے۔ داؤد طائی ہنسے اور کہا کہ ان کو خیر نے اہل خیر کا درجہ دلایا۔

عبدالملک لیثی کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبدالقیس کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا ہوا کہا بھلائی۔ پوچھا کون کام سب میں بہتر ہے؟ کہا جس کام سے مقصود ذات الٰہی ہو۔ ابوکریمہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوتو ایک باغ میں پہنچا جہاں ایوب اور یونس اور ابن عون یمی ہیں تو میں نے پوچھا کہ سفیان ثوری کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ ہم ان کو اس قدر بلند دیکھتے ہیں جس طرح ہم ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین کو خواب میں دیکھا کہ ایک جنت وسیع میں ہیں۔ پوچھا حسن بصری کہاں ہیں؟ کہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

محمد بن سالم خواص کہتے ہیں کہ میں نے قاضی یحییٰ بن اکتم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے

کھڑا کیا اور کہا اے شیخ السوء اگر تیرا بڑھاپا نہ ہوتا تو ضرور تجھ کو جہنم بھیجتا۔ یہ سن میں بیہوش ہو گیا۔ اسی طرح تین مرتبہ ارشاد ہوا۔ تیسری مرتبہ جب میں نے افاقہ پایا عرض کیا اے اللہ مجھے اس طرح نہیں پہنچا۔ فرمایا پھر کیسے پہنچاؤں؟ عرض کیا مجھ سے بیان کیا عبدالرزاق نے اور ان سے عمر نے اور ان سے اشاب زہری نے اور ان سے انس بن عبدالمالک نے اور ان سے نبی ﷺ نے اور ان سے جبرئیل نے اور انہوں نے تجھ سے اے عظیم کہ تو نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی بندہ اسلام میں بوڑھا نہیں ہوا مگر میں اس کو جہنم میں بھیجتے ہوئے شرم کرتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ سچ کہا عبدالرزاق نے اور سچ کہا عمر نے اور سچ کہا زہری نے اور سچ کہا انس نے اور سچ کہا ہے میرے نبی نے اور سچ کہا جبرئیل نے۔ میں نے یہ کہا ہے لے جاؤ میرے اس بندے کو جنت میں۔

لوگوں نے امام احمد ابن حنبل کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا اپنے سامنے بلایا اور کہا اے احمد تو نے نار پر صبر کیا مگر میرے کلام کو حادث (فنا ہو جانے والا) نہ کہا، مخلوق نہ کہا۔ میری عزت کی قسم قیامت تک تجھے اپنا کلام سناؤں گا اور میں برابر رب العزت کا کلام سنتا ہوں۔

ابوالحسن شعرانی نے منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا تو منصور بن عمار ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ تب فرمایا تو لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت کا وعظ کہتا تھا۔ میں نے کہا ہاں یا رب میں جب مجلس وعظ میں بیٹھتا تو پہلے تیری حمد کرتا پھر تیرے نبی ﷺ پر درود بھیجتا اس کے بعد مخلوق کو نصیحت کرتا تھا۔ ارشاد ہوا کہ اس کے لئے کرسی رکھو جس پر میری تعریف کرے آسمان پر جس طرح ثنا کرتا تھا زمین پر۔ انہی کے متعلق دوسری روایت ہے کہ ان کے بیٹے نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے نزدیک کیا اور کہا اے شیخ السوء تم جانتے ہو میں نے تم کو کیوں بخشا؟ انہوں نے کہا نہیں اے رب۔ ارشاد ہوا اس لیے کہ تو ایک دن وعظ کہنے کو بیٹھا تو تو نے صرف حاضرین کو رُلایا۔ تو ان میں میرا ایک وہ بندہ بھی رویا جو کبھی میرے خوف

سے نہیں رویا تھا تو میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی وجہ سے تمام اہل مجلس کو بخشا اور ان میں تو بھی تھا۔

سلمہ بن عفان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وکیع کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس سبب سے؟ جواب دیا علم کی وجہ سے۔ ابن الولید نے ابوالیاس کو خواب میں دیکھا کہا کیا حال ہے آپ کا؟ کہا میں ابو یعقوب بواطی اور ربیع بن سلمان کے ساتھ حضرت امام شافعی کے پڑوس میں ہوں اور ہم لوگ ہر روز ان کی ضیافت میں حاضر ہوتے ہیں۔

مالک بن دینار کو حزم نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ کے یہاں کس حال میں پہنچے؟ کہا بہت گناہ لے کر میں پہنچا مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے یمن کی ایک عورت نے رجاہ بن حبوہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ کہا ہاں۔ لیکن جنت والوں کو حکم دیا کہ جراح بن عبداللہ کے استقبال کو جاؤ اور یہ واقعہ جراح کے خبر موت کی ان کے یہاں کا ہے اور ان کا انتقال اسی دن آذربائی جان میں ہوا تھا۔

اصمعی نے اپنے باپ کے متعلق بیان کیا کہ انہوں نے جریر کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا بہ سبب اس تکبیر کے جو جنگل میں ایک پانی کا حوض دیکھ کر کہا تھا۔ پوچھا تمہارے بھائی فرزدق کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ کہا اس کو پاک دامن عورتوں کی تہمت نے ہلاک کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا جب قبر میں رکھا گیا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو مجھ سے نہایت ہلکا حساب لیا پھر مجھ کو جنت میں جانے کا حکم دیا۔ پھر اس درمیان کہ میں اس کی خوشبو اور درخت سے دل بہلا رہا تھا یکا یک ایک آواز آئی کہ اے سفیان تم جانتے ہو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس پر اختیار کیا۔ پس میں نے کہا ہاں یا رب خدا کی قسم۔

ربیع بن سلمان نے حضرت امام شافعی کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور نفیس موتی مجھ پر نچھاور کیا۔

یحییٰ بن معین کو جیش بن مبشر نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے اپنے قریب کیا اور بہت کچھ دیا اور تین سو حوروں سے میری شادی کر دی۔ اور دو مرتبہ مجھے اپنی زیارت سے مشرف کیا۔ پوچھا کس وجہ سے؟ کہا حدیث شریف کی وجہ سے۔ کمیت بن زید کو تو ربن یزید نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا اور میرے لیے کرسی رکھی گئی اور مجھ کو اس پر بٹھایا اور مجھے شعر پڑھنے کا حکم دیا۔ پس جب میں اس شعر پر پہنچا

حَنَانَیکَ رَبُّ النَّاسِ مِنْ اَنْ یَّعُرِنِی

کَمَا عَرَّیمَ شُربَ الحَیَاۃِ المُصَرَدِ

(لوگوں کے مالک! تیری مہربانی نے مجھے غمگین ہونے سے بچایا، جیسا کہ سخت زمین کو پانی حیات بخشتا ہے)

ارشاد ہوا تو نے سچ کہا اے کمیت تجھ کو نہیں دھوکہ دیا جس طرح ان لوگوں کو دھوکہ دیا۔ میں نے تجھے بخش دیا تیری سچائی کی وجہ سے میرے نبی کی شان میں اور کر دیا میں نے تیرے لئے ہر اس شعر کے بدلے میں جو تو نے نعت میں کہا ہے ایک درجہ جنت میں۔ محدثین کو بعضوں نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا کہ جب میں کتاب میں رسول اللہ ﷺ کا نام دیکھتا تو درود شریف پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ

وَ آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(اے اللہ! درود و سلام فرما ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو جود و کرم کے معدن ہیں اور ان کے آل پر اور برکت ہو اور سلامتی ہو)

عبدالرحمٰن بن زید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ بڑی شاندار ٹوپی پہنے ہیں۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے زینت علم سے آراستہ کیا۔ کہا مالک بن انس کہاں ہیں؟ کہا مجھ سے اوپر۔ اوپر کہتے تھے اور نگاہ اوپر اٹھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کی ٹوپی گر پڑی۔ عاصم جہنی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہشام کے قلعے میں داخل ہوا۔ وہاں بشر حافی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا آپ کہاں ہیں؟ جواب دیا علیین میں۔ کہا اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کے ساتھ کیا کیا؟ کہا میں نے ابھی احمد بن حنبل اور عبدالوہاب وراق کو خدائے تعالیٰ کے سامنے چھوڑا ہے۔ وہ دونوں کھاتے پیتے آرام کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کا مرتبہ کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کھانے پینے سے کچھ زیادہ شوق نہیں ہے اس لیے مجھے اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت کی اجازت دی ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے بشر حافی اور معروف کرخی کو خواب میں دیکھا گویا وہ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں سے آپ لوگ تشریف لائے؟ کہا جنت الفردوس سے۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ قاسم بن منبہ کہتے ہیں کہ بشر حافی کی زیارت کی۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا اور کہا اے بشر میں نے تجھے بخش دیا اور جتنے آدمی تیرے جنازے میں شریک تھے سب کو بخش دیا تو میں نے کہا اے میرے رب جو لوگ مجھے دوست رکھتے ہیں ان کو بھی بخش دے۔ فرمایا جو لوگ تجھے قیامت تک دوست رکھیں گے سب کو بخشا۔

رَبِّی، رَبِّی، رَبِّی، رَبِّی، رَبِّی اَشْهَدُ یَا رَبِّی اَنِّیْ اَحِبُّکَ وَ اَحِبُّ حَبِیْبَکَ وَ مَنْ یُّحِبُّهٗ وَاَحِبُّ بِشْرَ الْحَافِیْ فَاغْفِرْلِیْ یَارَبِّ وَتَجَاوَزْ عَنِّیْ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط

(اے میرے رب، میرے رب، میرے رب، میرے رب، میرے رب میں گواہی دیتا ہوں میرے رب کہ میں تجھ سے اور تیرے حبیب سے محبت کرتا ہوں اور اس سے جو تیرے حبیب سے محبت کرے اور بشر حافی سے محبت کرتا ہوں۔ اے میرے رب

مجھے بخش دے اور محمد ﷺ اور ان کے آل و اصحاب کے صدقے ہماری نجات فرما)

اصمعی کے والد نے حجاج کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کہا سب مقتول کے بدلے میں مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا۔ پھر ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا اور یہی دریافت کیا۔ جواب دیا تم نے پار سال یہ نہیں پوچھا تھا؟

حضرت ابو یزید طیفور شامی بسطامی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی بات بتادیں جو مجھے نفع دے۔ فرمایا سب سے بہتر ہے کہ اغنیا لوگ فقراء سے تواضع کے ساتھ پیش آئیں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ ثواب عنایت فرمائے۔ کہا اور زیادہ ارشاد فرمایئے تو آپ نے فرمایا۔ تم پہلے مردہ تھے پھر زندہ ہوئے اور تھوڑے دنوں میں پھر مردہ ہو جاؤ گے تو در البقاء میں اپنا گھر بناؤ اور دار الفنا کا گھر ڈھادو۔

غیث بن علی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن عاقولی کو خواب میں نہایت عمدہ حالت میں خوش خوش دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ کہا ہاں۔ پوچھا موت کو کیسا پایا؟ کہا بہت عمدہ۔ پوچھا کہاں ہیں؟ کہا جنت میں۔ پوچھا کون عمل سب سے نافع ہے؟ کہا وہاں استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

کسی نے خواب میں امام دارقطنی کا حال پوچھا۔ مردہ نے کہا کہ وہ جنت میں امام کہہ کر پکارے جاتے ہیں۔ کسی نے حسین بن یوسف رازی کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ پوچھا کس وجہ سے؟ کہا ان کلموں کی وجہ سے جو میں مرتے دم کہتا تھا۔ اے اللہ میں نے لوگوں کو اسی قول سے نصیحت کی اور اپنے فعل سے نفس کی خیانت کی تو میرے فعل کی خیانت کو قول کی نصیحت کے درجے سے معاف فرمایا۔

کسی نے ابونواس شاعر کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کہا مجھے بخش دیا اور بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس نے پوچھا کس سبب سے؟ کہا

بعض صالحین ایک شب قبرستان میں آئے اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تمام لوگوں کو بخش دیا۔ میں بھی انہیں میں ہوں۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ ابونواس نے کہا بوجہ اول اشعار کے جو میں نے کہے تھے اور وہ میرے تکیہ کے نیچے رکھے ہیں۔ وہ شخص ابونواس کے گھر گیا اور تکیہ اٹھا کر دیکھا تو ایک رقعہ ہے جس میں اشعار لکھے ہیں۔ اے رب اگر چہ گناہ بہت زیادہ اور بہت بڑے ہیں مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ تیری بخشش اس سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ اگر تیری ذات سے صرف نیکوکار ہی امید رکھیں تو پھر قوم کس کے ساتھ پناہ پکڑے۔ اے میرے رب جس طرح تو نے مجھ سے کہا میں گڑگڑا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ پس جب کہ تو رد کرے گا تو پھر کون رحم کرے گا۔ یارب میرے لیے تیری طرف کوئی وسیلہ نہیں۔ سوائے امید کے اور تیرے عفو جمیل کے پھر یہ کہ میں مسلمان ہوں۔ یَا رَبِّ وَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَبُوْنُوَاس فَاغْفِرْلِیْ کَمَاغَفَرْلَهٗ ط

حفص بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے آپ کو یہ رتبہ ملا؟ کہا میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں جن میں ہے عن النبی ﷺ اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمت اتارتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

❁❁❁❁❁

(۲۳)-زندوں کے قول یا فعل سے مردوں کو ایذا ہوتی ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مردہ کو قبر میں وہ چیز ایذا دیتی ہے جو اس کو گھر میں ایذا دیتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جب مردہ کو یاد کرو تو بھلائی کے ساتھ یاد کرو نیز فرمایا کہ مردوں کی بھلائی کا تذکرہ کرو اور ان کی برائی سے بچو نیز فرمایا کہ مردوں کو مت یاد کرو مگر بھلائی کے ساتھ اس لئے کہ اگر وہ جنتی ہیں تو ان کی برائی کے سبب تم گنہگار ہو گے اور اگر وہ دوزخی ہیں تو جس عذاب اور تکلیف میں وہ ہیں وہی ان کو کافی ہے۔

❁❁❁❁❁

(۲۴)-رونے کی وجہ سے مردہ کو ایذا ہوتی ہے

حسن کہتے ہیں معاذ بن جبل کو جب بیہوشی ہوئی تو ان کی بہن چیخ چیخ کر رونے لگیں اور وہ کہتی تھیں واجبلاہ۔ پس جب ان کو افاقہ ہوا تو بولے تو نے مجھے سخت تکلیف دی حالانکہ مجھ کو نہایت شاق ہے کہ میں تجھ کو اذیت دوں۔ برابر مجھ کو فرشتہ جھڑکتا تھا اور پوچھتا تھا کہ تو ایسا ہے تو میں کہتا تھا نہیں۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ گیا تو آپ نے کسی آدمی کو چیخ کر روتے سنا۔ تب ایک آدمی کو بھیجا کہ اس کو چپ کردے۔ میں نے پوچھا کے اے عبدالرحمٰن آپ نے اس کو کیوں چپ کرایا؟ انہوں نے فرمایا اس لیے کہ مُردہ کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت ابن مسعود نے ایک جنازہ میں عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا تم سب لوٹ جاؤ۔ تم سب گنہگار ہو۔ تم کو آنے کا کچھ ثواب نہیں۔ تم زندوں کو فتنہ میں ڈالتی ہو اور مُردوں کو ایذا دیتی ہو۔

حسن کہتے ہیں کہ مُردہ کے لئے اس کے متعلقین میں بُری وہ ہیں جو اس پر نوحہ کریں۔ اور اس کے قرض کو ادا نہ کریں۔ صعبہ بنت مومہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے لڑکے کا تذکرہ کیا جس کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کے بعد روئیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم لوگوں سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اپنے اعزہ سے دنیا میں اچھی طرح پیش آؤ اور جب انتقال ہو جائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جب کوئی شخص روتا ہے تو مردہ کو تکلیف ہوتی ہے تو اے خدا کے بندو اپنے مُردوں کو ایذا و تکلیف مت دو۔

❁❁❁❁❁

(۲۵)۔مفصلہ ذیل باتوں کی وجہ سے مُردوں کو ایذا ہوتی ہے

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں اپنا پاؤں انگاروں پر رکھوں یا تیز تلوار پر یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔ اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا ایسا ہے جیسے بھرے بازار میں سب لوگوں کے سامنے قضائے حاجت کو بیٹھنا۔

مسلم بن عنبر سے منقول ہے کہ وہ قبرستان میں جا رہے تھے تو ان کو بہت زور کا پیشاب معلوم ہوا۔ کسی نے کہا اتر کر فارغ کیوں نہیں ہو لیتے؟ کہا سبحان اللہ خدا کی قسم مُردوں سے میں ویسا ہی شرماتا ہوں جس طرح زندوں سے شرم کرتا ہوں۔

عمارہ بن حزم کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ فرمایا اتر جا قبر سے مت ایذا دے قبر والے کو اور نہ وہ تجھ کو نقصان پہنچائے۔ کسی نے حضرت مسعود سے قبر پر چلنے کا مسئلہ پوچھا۔ کہا میں مسلمانوں کو مرنے کے بعد ایذا دینا ویسا ہی ناپسند کرتا ہوں جس طرح ان کی زندگی میں ناپسند کرتا ہوں۔

(۲۶)۔ کون کون سی باتیں مُردہ کے لئے نفع بخش ہیں

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ جب مسلمان قبر میں رکھا جاتا ہے تو چاروں طرف سے اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اس کے بعد عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو کہتے ہیں اس سے دور ہو جا۔ یہاں اس کے بہت سے مددگار ہیں۔ اگر ان میں ایک بھی ہوتا تو اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اس کے تین دوست اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو دو لوٹ آتے ہیں اور ایک ہمیشہ اس کے ساتھ

رہتا ہے۔اس کے ساتھ اس کے اہل اور مال اور اعمال جاتے ہیں۔ان میں اہل اور مال تو واپس آجاتے ہیں اور اس کے اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں۔

یزید بن منصور کہتے ہیں کہ ایک شخص قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔پس جب عذاب کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے آئے تو قرآن شریف حاضر ہوا اور اس نے کہا اے رب! میرے رہنے کی جگہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا تم ہٹ جاؤ اور اس قرآن کے لیے اس کا مسکن چھوڑ دو۔حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیز باقی رہتی ہے۔ایک صدقہ جاریہ۔دوسرا وہ علم جو لوگوں کو نفع دے۔تیسرا نیک بخت لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے۔

نیز فرمایا جو شخص کوئی نئی بات عمدہ جاری کرے اس کا ثواب اس کے لیے ہے اور نیز جس قدر لوگ قیامت تک اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر ثواب ہے۔بغیر اس کے کہ وہ لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور جو شخص کوئی بری بات جاری کرے اس کے اوپر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جتنے لوگ اس کے مرتکب ہوں گے ان سبھوں کے برابر گناہ ہوگا۔بغیر اس بات کے کہ ان لوگوں کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب اللہ سے کوئی آیت سکھائے اور کوئی بات علم کی بتائے اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھاتا رہے گا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں سات کام ایسے ہیں جن کا اجر آدمی کو مرنے کے بعد قبر میں ہی ملتا ہے۔(۱) کوئی تعلیم دے (۲) نہر جاری کرے (۳) کوئی کنواں کھودے (۴) کوئی درخت لگائے (۵) کوئی مسجد بنائے (۶) کسی شخص کو قرآن شریف دے (۷) کوئی لڑکا چھوڑے جو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔نیز فرمایا

قبر میں مُردہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈوبنے والا کسی سہارے کا منتظر ہو۔ اسی طرح یہ دعا کا انتظار کرتا ہے کہ اس کا باپ یا اس کی ماں یا دوست یا بیٹا اس کے لئے دعا کرے۔ تو جب یہ دعا اس کے پاس پہنچتی ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے پہاڑ کے برابر احسان فرماتا ہے اور زندہ کا تحفہ مُردہ کے لئے ان کا استغفار کرتا ہے۔

سفیان کہتے ہیں کہ جس طرح زندہ کو کھانے پینے کی حاجت ہے اسی طرح اس سے زیادہ مُردہ دعا کا حاجت مند ہے۔ حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ شب جمعہ میں قبرستان گیا۔ دیکھا کہ پورب سے ایک عظیم الشان نور چمکا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ میرا خیال ہے کہ اس قبرستان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ پس دور سے ایک آواز سنائی دی۔ کوئی کہتا ہے اے مالک بن دینار۔ یہ مسلمانوں کا ہدیہ ہے جو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے تجھے گویائی دی۔ بتا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے بعد قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھا۔ نماز پڑھنے کے بعد کہا اے میرے مولیٰ میں نے اس کا ثواب قبرستان کے مسلمانوں کو بخشا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نور اور سرور بھیجا۔

مالک بن دینار کہتے ہیں میں اس دن سے ہمیشہ ہر جمعہ کی رات میں اسی طرح اس کا ثواب مسلمان مُردوں کو بخشا کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ فرماتے ہیں اے مالک بن دینار اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا بقدر ان نوروں کے جو تو نے میری امتوں کو بھیجا اور اس قدر ثواب تیرے نامہ اعمال میں لکھا اور تیرے لئے جنت میں ایک بلند عالی شان محل تیار کیا ہے

جس کا نام قصر منیف ہے۔

بشار بن غالب کہتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصری کے لئے بہت دعا کیا کرتا تھا۔ ایک شب ان کو خواب میں دیکھا۔ میرے پاس نور کی طباق میں ریشمی رومال سے ڈھکے ہوئے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں کر؟ کہا اسی طرح مُردے کیلئے تمام زندہ مسلمانوں کی دعائیں جب قبول ہوتی ہیں تو مُردوں کے پاس نور کے طباق میں ریشمی رومالوں سے دھانک کر پیش ہوتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں دوست کا ہدیہ ہے۔

سعد بن عبادہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ ان کی طرف سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا پانی۔ پس انہوں نے کنواں کھودا اور کہا **ھذہ لام سعد** (یہ کنواں ام سعد کے ایصال ثواب کے لئے ہے)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ جب کوئی مرتا ہے تو لوگ اس آدمی کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام اس کو نور کے طباق میں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اور گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف فلاں شخص نے بھیجا ہے۔ تو اسے قبول کر۔ پس وہ شخص بہت خوش ہوتا ہے اور یہ حال دیکھ کر اس کے وہ پڑوسی جن کے پاس ہدیہ نہیں پہنچتا ہے غمگین ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے والد کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور حج کرنے والے کو بھی اس کے مثل ثواب ملتا ہے۔ غرض جو اعمال حسنہ کرے مردے کو اس کا ثواب پہنچائے مردو کو اس کی خوشی ہوتی ہے اور اس کا ثواب ملتا ہے اور اس شخص کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔

❁❁❁❁❁

(۲۷) میت کے لئے اس کی قبر پر قرآن شریف پڑھنے کا بیان

جمہور سلف اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک مُردے کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اگر قرآن شریف و درود وغیرہ پڑھ کر اس کے لئے بخشا جائے۔ شافعیہ میں امام نووی کا قول ہے کہ مستحب ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ انصار کی عادت تھی کہ جب کوئی مرتا تو اس کی قبر پر جاتے اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو بخشتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہٗ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰه اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والے کو بخشے تو وہ سب اسکے شفیع ہوں گے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان جائے اور سورہٗ یٰسین شریف پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اللہ تعالیٰ ان سے عذاب ہلکا کرتا ہے۔ اور جس قدر مُردے اس قبرستان میں ہین اتنا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ سالم شی نے وصیت کی کہ اگر میری قبر دھنس جائے تو پھر دوبارہ اس کو درست کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کی سخت تاکید کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جن کی قبر دھنس گئی ہے نظر فرماتا ہے۔ پھر ان پر رحمت نازل کرتا ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں ہوں۔

وہب بن امیہ کہتے ہیں کہ حضرت ارمیا علیہ السلام کا گزر چند قبروں پر ہوا دیکھا کہ اس کے اہل پر عذاب ہو رہا ہے۔ پھر ایک سال کے بعد گزرے تو دیکھا اب نہیں ہوتا تو رب العزت سے عرض کیا۔ آسمان سے آواز آئی اے ارمیا اے ارمیا! ان کے کفن پارہ پارہ ہو گئے۔ ان کے بال جھڑ گئے۔ ان کی قبریں مٹ گئیں۔ پس میں نے ان کی طرف نظر کی۔ اسی طرح میں ان لوگوں کے ساتھ کرتا ہوں جن کی قبریں مٹی ہوئی ہیں، کفن پھٹے ہوئے ہیں، بال گرے ہوئے ہیں۔

(۲۸)۔ کس وقت موت آنی بہتر ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص رمضان شریف نکلتے ہوئے مرے جنت میں داخل ہو گا اور جو شخص عرفہ کا دن تمام ہوتے ہوئے مرے جنت میں جائے گا اور جو شخص زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مرے جنت میں جائے گا۔ نیز فرمایا جو شخص صرف اللہ کی رضامندی کے لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور اسی پر خاتمہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ نیز فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں مرے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک روزہ رکھنے کا ثواب دے گا۔ نیز فرمایا جو شخص جمعہ یا شب جمعہ میں انتقال کرے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے اوپر شہداء کی مہر ہو گی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ روز جمعہ یا شب جمعہ میں جو شخص انتقال کرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ جہنم سے بری ہو گا۔

❁❁❁❁❁

(۲۹) جن اعمال کی وجہ سے آدمی مرتے ہی جنت میں جاتا ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔

❁❁❁❁❁

(۳۰)- سب مردے سڑتے ہیں انبیائے کرام اور ان کے لواحقین کے سوا

جندب بجلی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مردے کا پیٹ خراب ہوتا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ روح سے زیادہ پاکیزہ کوئی چیز نہیں کہ جب نکل جاتی ہے تو مردہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان کے سب اعضا سڑ گل جاتے ہیں سوائے ایک ہڈی کے اور اسی سے قیامت کے دن پھر مرکب ہوگا۔ نیز فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کو دن بھر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درود میرے اوپر پیش ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس طرح آپ پر درود پیش ہوگا؟ حالانکہ آپ چلے گئے ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کا جسم حرام کیا ہے وہ اس کو نہیں کھا سکتی۔

عمرو بن جموح اور عبد اللہ بن عمرو انصاری کی قبر بہاؤ کی جگہ پر تھی۔ یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے تھے جب کہ احد کے دن شہید ہوئے۔ پس ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے تو یہ دونوں جیوں کے تیوں تھے۔ کچھ تغیر ان میں نہ آیا تھا اور ان میں سے ایک کو زخم کاری لگا تھا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا تو اسی طرح دفن کیے گئے تھے۔ پس وہ ہاتھ اس جگہ سے جدا کیا گیا تو جب چھوڑ دیا گیا تو وہیں پر پھر آ گیا۔ جبکہ جنگ احد اور جس سال ان کی قبر کھودی گئی تھی اس کے درمیان چھیالیس (۴۶) سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب

ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا تو اس سے خون بہنے لگا تو پھر وہیں پر رکھ دیا گیا۔

حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں جب کہ کظامہ نہر جاری ہونے لگی تو زمین کھودتے وقت غلطی سے ایک مردہ کے پاؤں میں پھاوڑا لگ گیا۔ وہاں سے خون جاری ہو گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ پھاوڑا حضرت حمزہ کے پاؤں میں لگ گیا تھا تو اس سے بھی خون جاری ہو گیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص ثواب حاصل کرنے کو اذان دیا کرے (یعنی موذن) تو وہ بھی مثل شہید کے ہے۔ جب اس کا انتقال ہوگا تو وہ قبر میں خراب نہ ہوگا۔ نیز فرمایا کہ حافظ قرآن جب مرتا ہے تو خداوند عالم قبر کو وحی کرتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائے، تو زمین کہتی ہے کہ اے میرے رب میں اسے کس طرح کھا سکتی ہوں جب کہ تیرا کلام اس کے پیٹ میں ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا اس کے بدن کو زمین نہیں کھاتی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا مِنْھُمْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(اے اللہ! اپنے نبی کریم رؤف ورحیم کے صدقے ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دے اور اللہ تعالیٰ کا درود ہو ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہیں) آمین۔

(۳۱) تتمہ

اس قدر رسالہ اوائل ۱۳۳۹ء میں تمام ہو چکا تھا کہ رجب ۱۳۴۶ھ میں محترم و مکرم بندہ جناب مولوی محمد نعیم الحق صاحب ہیڈ مولوی پٹنہ اسکول ساکن منیر شریف دامت فیوضہٗ نے اس رسالہ کو سنا اور بہت ہی پسند کیا اور یہ مشورہ دیا کہ مسلمانوں کی غفلت اور دینی علوم سے بے پرواہی کا یہ نتیجہ ہو گیا ہے کہ سو میں سے پچانوے آدمی جنازہ صحیح طرح پڑھنا نہیں جانتے اور کفن دفن و غسل میت وغیرہ کے احکام سے بالکل ناواقف ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ ان سب کے ضروری مسائل لکھ کر یہ رسالہ چھپوا دیا جائے تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہو۔ اس مشورہ کی مخلص صمیم جناب حکیم محمد ہاشم صاحب بیگھ پوری نے بھی تائید مزید فرمائی۔ فقیر نے بھی اس رائے کو مفید خیال کیا اور یہ چند ضروری مسائل بطور تتمہ اضافہ کیا۔

وَ اللّٰهُ الْهَادِیْ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِلْخَيْرَاتِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ (اللہ ہدایت دینے والا ہے اور وہ بھلائی کی توفیق دینے والا ہے۔ درود و سلام ہو خیر خلق محمد ﷺ پر اور ان کے آل اور تمام اصحاب پر)

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو چاہئے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ رو کر دیں اور اس کے پاس بلند آواز سے کہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب مریض یہ کہہ لے تو تلقین موقوف کر دیں۔ ہاں اگر کوئی بات اس نے دوسری کی تو پھر تلقین کریں کہ آخری کلام اس کا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔

حدیث شریف میں ہے جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس وقت مریض کے پاس نیک اور پرہیز گار لوگوں کا ہونا اچھا ہے۔ جس عورت کا حیض ونفاس منقطع ہو چکا ہو اور ابھی غسل نہیں کیا ہے یا جسے نہانے کی حاجت ہو اس کو مریض کے پاس نہ جانا چاہئے۔ نہ اس وقت مکان میں کوئی تصویر یا کتا ہو کہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ نزع کے وقت حاضرین مریض کے لئے دعائے خیر کریں کہ فرشتے اس وقت کی بات پر آمین کہتے ہیں۔ اس وقت سورۂ الرعد اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں۔ لوبان اور اگربتی سلگائیں۔ جب انتقال ہو جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر باندھ دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں اور ان کی انگلیاں سیدھی کر دیں۔ آنکھیں بند کرتے وقت پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَ اَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ (اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین اور مذہب پر۔ اے اللہ اس پر اس کے معاملے کو آسان کر دے اور جو کچھ اس کے بعد اس پر ہونے والا ہے اسے بھی آسان کر دے اور اپنی لقاء پر اس کی مدد فرما۔ جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اس سے بہتر کر دے جو کچھ ہو چکا ہے)

میت کے بدن پر چادر ڈال کر چھپا دیں اور اس کو چوکی یا چارپائی پر رکھیں زمین پر نہ رہنے دیں۔ اس کے پاس ذکر اور تلاوت قرآن شریف کریں۔ جہاں تک ہو سکے تجہیز و تکفین میں جلدی کریں اور آس پاس جہاں تک کے لوگ آسانی سے آسکیں ان کو خبر کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت شریعت میں پسندیدہ ہے۔

(۳۲) غسل میت کا بیان

جس تختہ یا چوکی پر غسل دینا چاہیں اسے پہلے تین یا پانچ بار دھونی دیں یعنی لوبان دانی کو اس تخت کے گرد تین یا پانچ یا سات بار پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں۔ اب غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائے اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیرے۔ اگر کچھ خارج ہو تو دھو ڈالے۔ پھر وضو کرائے مگر گٹوں تک دھلانا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی نہیں ڈالنا چاہیے۔ ہاں کپڑے یا روئی کو کسی لکڑی میں لپیٹ کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دے پھر سر اور داڑھی کو گل خیرو یا صابن وغیرہ سے دھوئے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائے تا کہ تختہ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائے۔ اور سارے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پوچھ دے۔

غسل تنہائی کی جگہ میں دیں کہ سوائے نہلانے والوں اور مددگار کے کوئی دوسرا نہ دیکھے۔ نہلانے کے وقت اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے جو آسان دیکھیں کریں۔ نہلانے والا پاک ہو۔ بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو جو شخص امانت دار پرہیز گار ہو وہ غسل کرا دے۔ بعض لوگوں میں یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ اپنے لوگ میت کے پاس نہیں پھٹکتے سخت غلطی ہے۔ نہلانے والے کو چاہئے کہ اگر کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے یا اس وقت کوئی خوشبو آئی تو لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر خدانخواستہ کوئی بری بات دیکھے تو اس کا کہنا جائز نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ مُردے کی خوبیاں بیان کرو اور اس کی برائیاں مت بیان کرو ہاں اگر کوئی بد مذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس نیت سے بیان کرنا چاہیئے کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ بلا

ضرورت اعضاء میت کی طرف نہ دیکھے۔ نہلانے کی اجرت نہیں لینا چاہئے لیکن اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو اجرت لے سکتا ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ نہ لے۔

جنبی یا حائضہ یا نفاس والی عورت کا انتقال ہو تو ایک ہی غسل کافی ہے۔ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ ہاں میت اگر چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی۔ عورت اپنے مرد کو غسل دے سکتی ہے کہ جب تک عدت میں ہے وہ اسی کی ہے۔ یوں ہی جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے وہ بھی غسل دے سکتی ہے ہاں بائن طلاق دے دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔ عورت مر جائے تو شوہر نہ غسل دے سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ عام طور پر جو یہ مشہور ہے کہ عورت کا منہ نہیں دیکھ سکتا ہے اور نہ جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے غلط ہے۔ محض غلط ہے۔ اگر کسی شخص کا ایسی جگہ انتقال ہو جائے جہاں پانی نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد دفن کے قبل پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔ مسلمان مر جائے اور اس کا باپ کافر ہو تو اس کو مسلمان نہلائیں، باپ کے حوالے نہ کریں۔ کافر مسلمان ہوا اور اس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے نہلا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اگر میت پانی میں ملی تو غسل کی نیت سے اسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں اور بلا نیت نہانے سے بری الذمہ ہو جائیں۔ اگر مردہ ملے مگر معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو اس کی وضع قطع یا کوئی علامت مسلمان کی ہو تو اسے غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ کافر مردے کے لئے کفن دفن نہیں بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر گاڑ دیں اور اگر کوئی ہم مذہب اس کا موجود ہو تو اس کے حوالہ کر دیں۔ مسلمان اس کو ہاتھ نہ لگائیں نہ اس کے جنازہ میں شرکت کریں۔ میت کا بدن اگر ایسا گل گیا ہے کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں۔ صرف پانی بہا دیں۔ میت کے سر یا داڑھی کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھیڑنا جائز نہیں۔ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہو اسی حال پر دفن کریں۔ میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ غسل میت کے لیے خواہ مخواہ نئے گھڑے لوٹے کی ضرورت نہیں۔

گھر کے استعمال شدہ برتن سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور غسل کے بعد ان کو توڑ ڈالنا بھی سخت غلطی اور گناہ ہے کہ اس میں مال کی بربادی ہے۔ ثواب کی نیت سے انہیں مسجد میں رکھ دیں کہ لوگ اس سے وضو کریں اور نہائیں تو بہتر ہے۔

(۳۳) کفن کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ کفن کے تین درجے ہیں۔ ضرورت۔ کفایت اور سنت۔ مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں، لفافہ ازار اور قمیض۔ عورت کے لئے پانچ یعنی مرد کے کپڑے کے ساتھ اوڑھنی اور سینہ بند بڑھ جائے گا۔ کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں۔ لفافہ اور ازار۔ اور عورت کے لئے تین، لفافہ، ازار اور اوڑھنی۔ کفن ضرورت دونوں کے لئے جو میسر آئے۔ کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جتنا وہ لفاف بندش کے لئے زیادہ تھا۔

اور قمیض یعنی کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور آگے پیچھے دونوں برابر ہو۔ پیچھے کم رکھنا جیسا کہ بعض جگہ مروج ہے خلاف شرع ہے۔ مرد اور عورت کی کفنی میں اس قدر فرق ہے کہ مرد کی کفنی مونڈھوں کی طرف چیریں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف۔ اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ کفن اچھے کپڑے کا ہونا چاہئے۔ مرد کے لئے جیسا عیدین و جمعہ میں پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر اپنے میکے جاتی تھی اسی قیمت کا

ہونا چاہئے۔ سفید کفن ہونا بہتر ہے۔ ہاں عورتوں کے لئے کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشمی کپڑے کا بھی جائز ہے مگر مرد کو ممنوع ہے۔ بہت زیادہ قیمتی کپڑے کا کفن بھی نہیں دینا چاہئے اور اگر کوئی وصیت کرے کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو نافذ نہ ہوگا۔ متوسط درجہ کا دیا جائے۔

مراہق یعنی جو مرد یا عورت قریب بلوغ ہو، اس کو ویسا کفن دینا چاہئے جو جوان کو دیا جاتا ہے اور چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے بھی دے سکتے ہیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ بچے کو چاہے وہ ایک ہی دن کا کیوں نہ ہو پورا کفن دیں۔ پرانے کپڑے کا کفن بھی دے سکتے ہیں جب کہ وہ صاف ستھرا دھلا ہوا ہو۔ اگر میت نے مال چھوڑا ہو تو کفن اس مال سے دیا جائے ورنہ اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہ ہو تو مسلمانوں پر اس کی تجہیز و تکفین واجب ہے۔ عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اگرچہ عورت مالدار ہو۔

(۳۴) کفن پہنانے کا طریقہ

میت کو غسل دینے کے بعد کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پوچھ ڈالیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ بار دھونی دے لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ پہلے بڑی چادر پھیلائیں پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور سجدہ کی جگہ یعنی پیشانی، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔ پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں۔ پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے۔ پھر لفافہ لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور

پاؤں کی طرف باندھیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کو دو حصہ کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی نصف پشت سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔ پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں۔ پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں

(۳۵) جنازہ لے جانے کا بیان

جنازہ کو کندھا دینا مسنون ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے سعد بن معاذ کے جنازہ کو اٹھایا تھا۔ سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں۔ ایک ایک پایہ ایک ایک شخص لے اور کسی ضرورت سے یہ بھی جائز ہے کہ صرف دو آدمی اٹھائیں۔ ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی۔ سنت یہ ہے کہ ہر شخص باری باری چاروں پایوں کو کندھا دے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کو کندھا دے پھر دائیں پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی۔ اس طرح دس دس قدم چلا تو پورے چالیس قدم ہو گئے۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ معاف کیے جاتے ہیں اور چاروں پایوں کو کندھا دینے والے کی مغفرت کی بھی بشارت ہے۔ جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھنا چاہئے۔ اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے۔ شیر خوار یا چھوٹے بچے کو ایک شخص ہی اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں۔ جنازہ کو بہت تیز نہیں لے جانا چاہئے کہ جھٹکا لگے اور ساتھ چلنے والوں کو چاہئے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلیں اور اگر کسی وجہ سے سواری پر چلیں تو میت سے دور رہنا چاہئے۔ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا

ناجائز اور گناہ ہے۔اور اگر روتی ہوئی عورتیں جاتی ہوں تو بہت سختی کے ساتھ منع کرنا چاہئے۔جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے کرنا چاہئے اور ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہئے۔دنیا کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ذکر الٰہی کرتے ہوئے جانا بہت اچھا ہے۔جنازہ جب تک نہ رکھا جائے اس وقت تک بیٹھنا نہیں چاہئے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور جنازہ نماز کے لئے لایا جائے تو جب رکھا جائے تب کھڑے ہوں جنازہ رکھتے وقت سرہانا اتر کی طرف کریں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔جو شخص جنازہ کے ساتھ بغیر نماز پڑھے چلے اس کو واپس نہ ہونا چاہئے۔اور نماز کے بعد میت کے ولی سے اجازت لے کر واپس ہو سکتے ہیں مگر دفن تک شریک رہنے پر بہت زیادہ ثواب ہے اور دفن کے بعد ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

(۳۶) نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔اگر خاندان کے ایک فرد نے بھی پڑھ لی تو سب کی ذمہ داری پوری ہوگئی ورنہ جس جس کو خبر پہنچی گنہگار ہوں گے۔نماز جنازہ کے لئے نماز جنازہ کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔اور یہ بھی جائز ہے کہ جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھیں مگر اس صورت میں کہ جوتا اور جگہ دونوں پاک ہو۔اگر جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو صرف جوتے کا پاک ہونا کافی ہے۔زمین پاک نہ ہو تب بھی نماز ہو جائے گی۔نماز جنازہ کے لئے طہارت

اور وضو بھی ضروری ہے۔ اگر نماز جنازہ تیار ہو اور وضو کرنے میں نماز چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر کے بھی نماز میں شریک ہو سکتے ہیں۔ نماز جنازہ ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیئے، چاہے مرنے والا گنہگار اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو سوائے باغی، ڈاکو اور قاتل کے۔ جس نے خودکشی کی ہو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے، اگر چہ خودکشی بہت بھاری گناہ کبیرہ ہے۔ نماز جنازہ کے لئے جنازہ کا موجود ہونا ضروری ہے۔ غائب کی نماز جنازہ نہیں۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں اور پڑھیں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری حمد سے شروع کرتے ہیں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری ذات بزرگ و بالا ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے)

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

پھر تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور میت کے لئے یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ (اے اللہ تو بخش دے ہم میں سے زندوں کو اور مُردوں کو اور حاضر کو اور غائب کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور عورتوں کو، اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے اسے ایمان پر موت دے)۔ چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ کھول کر سلام پھیر دیں۔ نماز جنازہ مکمل ہو گئی۔

میت نابالغ ہو تو لڑکے کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرْطاً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعًا (اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے پیشرو بنا اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور شفاعت کی قبولیت والا بنا)

میت نابالغ ہو تو لڑکی ہو تو نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرْطاً وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعَۃً

جو شخص بلوغ کے قبل ہی پاگل ہو گیا اگر چہ کسی عمر میں مرا ہو اس کی نماز میں وہ دعا پڑھی جائے گی جو بچوں کی نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ بھی نا قابل گرفت ہے۔ اور اگر پاگل پن وقتی ہے، بالغ ہونے کے بعد ہوش والا تھا تو بڑے لوگوں والی دعا پڑھی جائے گی۔

نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے بعد جو کچھ پڑھا جاتا ہے اسے امام اور مقتدی دونوں کو پڑھنا چاہئے۔ نماز جنازہ میں کم سے کم تین صف کا ہونا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جس کی نماز جنازہ تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تب بھی تین صف کرنی چاہئے۔

نماز جنازہ میں امامت کا حق خلیفہ وقت کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر محلہ کے امام کو، پھر ولی کو ہے۔ میت کے عصبہ (قریبی) کی وہی ترتیب ہوگی جو نکاح میں ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ اگر بیٹا عالم ہے اور باپ عالم نہیں ہے تو بیٹے کو باپ پر فوقیت ہوگی۔ عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے۔ ولی اور خلیفہ کو یہ بھی حق ہے کہ دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دے۔ عورت کا شوہر اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو بیٹا ولی ہے وہ نماز پڑھائے گا۔ اگر باپ کو موقع دے تو بہتر ہے۔ اگر بیٹا نابالغ ہو تو عورت کے دیگر رشتہ داروں کو حق ہے۔

میت نے اگر وصیت کی کہ فلاں شخص مجھے غسل دے اور فلاں شخص میری نماز پڑھائے تو اس وقت ولی کو حق ہے کہ چاہے تو اسی کو بلائے یا خود پڑھائے۔ ولی موجود نہ تھا اور غیر ولی نے نماز پڑھادی اور ولی بعد میں شریک ہوا تو اس کو اختیار ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ کوئی مسلمان بغیر نماز کے دفن ہو گیا تو قبر پھٹنے سے پہلے قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ امام کو میت کے سینہ کے سامنے کھڑے ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً نہیں مل جانا چاہئے بلکہ اس وقت شامل ہونا چاہئے جب امام تکبیر کہے۔ نماز ختم ہونے کے بعد جس قدر چھوٹ گئی اسے پڑھ لے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام نے چوتھی تکبیر کہی مگر ابھی سلام نہیں پھیرا ہے تو نماز میں شریک ہو جائے اور تین تکبیر کہہ لے۔

کئی جنازے ایک ساتھ آ گئے ہوں تو بہتر ہے کہ سب کی الگ الگ نماز پڑھے۔ اگر ایک ساتھ پڑھے تب بھی نماز ہو جائے گی۔ ایک ساتھ پڑھنے میں اختیار ہے کہ جنازے کو آگے پیچھے رکھیں کہ سب کا سینہ امام کے سامنے ہو یا ایک سیدھ میں رکھیں کہ ایک کا سرہانہ اور دوسرے کی پائنتی ہو مگر امام کے قریب اس کا جنازہ ہونا چاہئے جو ان میں افضل ہے۔

اگر کوئی جنازہ بغیر نماز کے دفن ہو رہا تھا اور ابھی مٹی نہیں دی گئی تھی کہ نماز پڑھنے والا آ گیا تو میت کو قبر سے نکال کر نماز جنازہ پڑھ لیں پھر دفن کریں۔ اور اگر مٹی برابر کر چکے ہوں تو قبر پر نماز پڑھ لیں۔ جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر زمین کا مالک منع کرتا ہو تو ایسی زمین پر جنازے کی نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا اور جمعہ کی نماز سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکتی ہے تو کر لیں۔ اس خیال سے روکے رکھنا کہ جمعہ میں مجمع زیادہ ہو گا مکروہ ہے۔ نماز کے وقت اگر جنازہ آئے تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ ہاں اگر تاخیر میں جسم کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔

(۳۷) قبر اور دفن کا بیان

میت کو زمین کھود کر دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ کر چاروں طرف سے دیوار قائم کر کے بند کر دیں۔ جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ مسلمانوں کو قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔ میت کے قد کے برابر قبر کی لمبائی ہونی چاہئے اور چوڑائی آدھے قد کے برابر اور گہرائی بہتر ہے کہ سینہ تک ہو۔ یہ گہرائی لحد یا صندوق کی ہونی چاہئے۔ جہاں سے قبر کھودنی شروع کی ہے وہاں سے اتنی گہرائی کافی نہیں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر زمین لحد کے قابل ہو تو بغلی قبر ہونا سنت ہے اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ قبر کے اس حصے کو جو میت کے جسم سے قریب ہے پختہ کرنا یا اس میں پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے۔ قبر کھودنے میں اگر پکی اینٹ کا ٹکڑا نکلے تو اسے نکال دینا چاہئے کیونکہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ آمین!

قبر میں اتارنے والے دو یا تین ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ نیک، قوی اور امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ عورت کا جنازہ اتارنے والے اس کے محرم ہوں، وہ نہ ہوں تو دور کے رشتہ دار ہوں، وہ بھی نہ ہوں تو اجنبی پرہیزگار کے ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ بِسمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ میت کو داہنے کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں۔ اگر غلطی سے قبلہ رو کرنا بھول گئے اور تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب اس کی ضرورت نہیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور صندوق

کو تختہ سے بند کر دیں اور اگر تختہ میں جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں یا لکڑی کا چھلکا اس پر رکھ دیں۔ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ تختہ لگانے کے بعد کوئی چٹائی یا نواری وغیرہ رکھ کر مٹی دیں جس میں مٹی اندر نہ گرے اور بہتر ہے کہ تختہ کے بعد چٹائی رکھیں۔ اس پر پہلے گیلی مٹی ایک تہہ یہاں سے وہاں تک بچھا دیں اس کے بعد مٹی دی جائے۔ مٹی دینے میں مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار مٹی ڈالتے ہوئے کہیں مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ (اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا) دوسری بار مٹی ڈالتے ہوئے کہیں وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ (اسی میں تم کو لوٹائیں گے) تیسری بار مٹی ڈالتے ہوئے کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالیں گے) اس کے بعد پھاوڑے سے مٹی ڈال کر قبر برابر کر دیں۔

جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ مٹی قبر پر ڈالنا مکروہ ہے۔ قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے اور اس پر پانی چھڑک دیں کہ جلد اثر نہ مٹ جائے۔ قبر ایک بالشت اونچی بنائیں یا اس سے کچھ زیادہ۔ قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد سبز گھاس خاص کر دوبھ رکھ دینا اچھا ہے کہ جلد لگ جاتی ہے اور قبر سرسبز رہتی ہے۔ اور جب تک گھاس سبز رہتی ہے اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے اور میت کو اس سے انس ہوتا ہے۔

علماء و مشائخ کی قبر پر فاتحہ کے لئے آنے والوں کی عافیت و آرام کے خیال سے قبہ وغیرہ بنانے میں کوئی ہرج نہیں۔ قبر پر کچھ لکھ بھی سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔ ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔ مستحب ہے کہ دفن کے بعد قبر کے سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُونَ تک اور قبر کے پائتانے آمَنَ الرَّسُولُ سے ختم سورہ تک پڑھیں۔ دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے کہ اونٹ ذبح ہو کر گوشت تقسیم ہو جائے۔ ان لوگوں کے رہنے سے انس

ہوگا اور نکیرین کے جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی۔ اگر تلاوت قرآن شریف یا دعا و استغفار کرتے رہیں تو بہت بہتر ہے۔

دعا یہ کہ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ نکیرین کا جواب یاد دلانے کے صوفیاء کرام و اکابر علماء اسلام کے یہاں مروج ہے۔ قبر پر اذان دیں کہ کلمات اذان سن کر نکیرین کے سوال کا جواب یاد آجائے گا۔ جس شہر یا گاؤں میں انتقال ہو بہتر ہے کہ وہیں دفن کریں۔ ایک دو میل باہر لے جانے میں ہرج نہیں مگر دوسرے شہر میں لاش لے جانے کو اکثر علما منع کرتے ہیں۔ دفن سے قبل ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا منع ہے لیکن دفن کے بعد کسی وجہ سے قبر سے نکال کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں منع نہیں ہے۔

اپنے لئے کفن تیار رکھنا منع نہیں ہے۔ لیکن قبر کھدوا کر رکھنا فضول کام ہے۔ کیا معلوم کہاں مرے گا؟

قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ پیشاب کرنا یا اس پر دیوار چننا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس سے گزرنا منع ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے نیچے قبر ہو۔ کوئی شخص اپنے رشتہ دار کی قبر پر جانا چاہے مگر اس کے لئے دوسری قبروں پر سے گزرنا ہوگا تو نہیں جانا چاہئے۔ دور ہی سے فاتحہ پڑھ لے۔ قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا بھی منع ہے۔ ثواب کی نیت سے قبر پر قرآن شریف پڑھنے کے لئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔ قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھ دیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ کفن پر عہد نامہ لکھ دیں کہ اس سے مغفرت کی امید ہے۔ میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سینہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیں۔

(۳۸) زیارت قبور کا بیان

زیارت قبور مستحب ہے کہ ہفتہ میں ایک دن قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھے۔ جمعہ یا جمعرات یا دوشنبہ کے دن زیارت بہتر ہے۔ سب سے افضل روز جمعہ وقت صبح ہے۔ اولیاء کرام کی زیارت کو دور دراز مقامات پر بھی جانا جائز ہے کہ وہ اپنے زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں۔ عورتوں کے لئے زیارت قبور میں اختلاف ہے۔ بعض نے جائز بتایا ہے مگر جوان عورتیں اگر نہ جائیں تو اچھا ہے۔

زیارت قبور کا یہ طریقہ ہے کہ پائنتی کی طرف جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے اور یہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ اِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَالُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ یَرْحَمُ اللّٰہُ مُسْتَقْدِمِیْنَ وَ الْمُتَاخِرِیْنَ پ (سلامتی ہو تم پر اے مومنوں کے گھر والو، تم ہمارے سلف ہو اور ہم انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے اگلے اور پچھلوں پر رحم کر) پھر فاتحہ پڑھے۔ قبرستان میں جائے تو الحمد شریف، الم تا مفلحون، آیۃ الکرسی اور، سورہ یٰسین، سورہ تبارک الذی، سورہ التکاثر ایک ایک بار اور قل ھو اللہ تین یا گیارہ بار پڑھے اور اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو جتنے مردے اس قبرستان میں ہیں سب کو اس کا ثواب ملے گا اور سب کے برابر اس پڑھنے والے کو ملے گا۔ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ اسی طرح جنازہ پر بھی پھول کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔ قبر پر سے تر گھاس نہیں نوچنا چاہئے کیونکہ جب تک ہے اللہ کی تسبیح کرتی رہے گی۔

وَهٰذَا وَافَرَ مَا اَرَدْنَا تَحْرِيْرَهٗ فِیْ تَتِمَّةِ هٰذِہٖ الرِّسَالَةِ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا حَسَنَاتِنَا وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ - ۲۵/ رجب المرجب - یوم الخمسین ۱۳۴۶ھ

اور یہ کافی ہے جس تحریر کو ہم نے اس رسالہ کے اختتام پر لایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اچھائیوں کو قبول کرے اور ہماری برائیوں کو دور کر دے اس لئے کہ وہی بخشنے والا جزا دینے والا، توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور درود و سلام ہو خیر خلق سیدنا محمد ﷺ اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔ آمین ثم آمین۔

وقت زادن ہمہ خنداں بودند و تو گریاں
وقت مُردن تو ہمہ گریاں بودند و تو خنداں
(تمہاری پیدائش کے وقت سب خوش تھے اور تم رو رہے تھے
تمہاری موت کے وقت سب روتے ہیں اور تم خوش ہو)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کے ہیں پل کی خبر نہیں

ہر نفس عدم سے تن عریاں لے کر
شہر ہستی میں خریدار کفن آتے ہیں

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تری مجرم کیا بات بن آئی ہے

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

زائر گئے بھی کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حرص و ہوسِ بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بیگانہ دُنیا ہی پرائی ہے

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضاؔ واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا ایک مردار یہ کِرموں نے کھانا ہے
اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
کریں دعوی کہ یہ دنیا دائم میرا ٹھکانا ہے
غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اس جگہ پر
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانا ہے
کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نادان و دانا ہے
عزیز! یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا

نہ جاوے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے
نظر کر دیکھ خویشوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلاں اُچیاں والے تیرا گوریں ٹھکانا ہے
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پسارا دغابازی کا بانا ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرّہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

(مولوی غلام رسول)

☆☆☆☆☆

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل‌کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
انکے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو